﴿......إنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يؤتِيهِ مَن يشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبكَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اِسرائیل: ٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ٢٠/ مارچ ١٩٩٨ء شمارہ ١٢

٢٠/ ذی القعدہ ١٤١٨ ہجری ☆ ٢٠/ امان ١٣٧٧ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے وہ کسی کی کوشش سے نابود نہیں ہو سکتا

"......یہ ضرور ہے کہ مخالف بھی ہوں کیونکہ سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ ہر شخص جو خدا کی طرف قدم اٹھاتا ہے اس کے لئے امتحان ضروری رکھا ہوا ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے 'احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا و ھم لایفتنون' (العنکبوت: ٣) امتحان خدا کی عادت ہے۔ یہ خیال نہ کرو کہ عالم الغیب خدا کو امتحان کی کیا ضرورت ہے؟ یہ اپنی سمجھ کی غلطی ہے اللہ تعالیٰ امتحان کا محتاج نہیں ہے۔ انسان خود محتاج ہے تا کہ اس کو اپنے حالات کی اطلاع ہو اور اپنے ایمان کی حقیقت کھلے۔ مخالفانہ رائے سن کر اگر مغلوب ہو جاوے تو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ قوت نہیں ہے۔ جس قدر علوم و فنون دنیا میں ہیں بدوں امتحان ان کو سمجھ نہیں سکتا۔ خدا کا امتحان یہی ہے کہ انسان سمجھ جاوے کہ میری حالت کیسی ہے، یہی وجہ ہے کہ مامور من اللہ کے دشمن ضرور ہوتے ہیں جو ان کو تکلیفیں اور اذیتیں دیتے ہیں، توہین کرتے ہیں۔ ایسے وقت میں سعید الفطرت اپنی روشن ضمیری سے ان کی صداقت کو پا لیتے ہیں۔ پس ماموروں کے مخالفوں کا وجود بھی اس لئے ضروری ہے۔ جیسے پھولوں کے ساتھ کانٹے کا وجود ہے۔ تریاق بھی ہیں تو زہریں بھی ہیں۔ کوئی ہم کو کسی نبی کے زمانہ کا پتہ دے جس کے مخالف نہ ہوئے ہوں اور جنہوں نے اس کو دوکاندار، ٹھگ، جھوٹا، مفتری نہ کہا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام پر بھی افترا کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک پلید نے تو زنا کا اتہام بھی لگا دیا اور ایک عورت کو پیش کر دیا۔ غرض اُن پر ہر قسم کے افترا کئے جاتے ہیں تا کہ لوگ آزمائے جاویں۔ (اور یہ ہرگز نہیں ہوتا کہ خدا کے لگائے ہوئے پودے ان نابکاروں کی پھونکوں سے معدوم کئے جاویں)۔ یہی ایک نشان اور تمیز ہوتی ہے ان کے خدا کی طرف سے ہونے کی کہ مخالف کوشش کرتے ہیں کہ وہ نابود ہو جاویں اور وہ بڑھتے اور پھولتے ہیں۔ ہاں جو خدا کی طرف سے نہ ہو وہ آخر معدوم اور نیست و نابود ہو جاتا ہے۔ لیکن جس کو خدا نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے وہ کسی کی کوشش سے نابود نہیں ہو سکتا۔ وہ کاٹنا چاہتے ہیں اور یہ بڑھتا ہے اس سے صاف معلوم ہو سکتا ہے کہ خدا کا ہاتھ ہے جو اس کو تھامے ہوئے ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے کہ ہر طرف سے مخالفت ہوتی تھی مگر آپؐ ہر میدان میں کامیاب ہوتے تھے۔ صحابہؓ کے لئے یہ کیسی دل خوش کرنے والی دلیل تھی جب وہ اس نظارے کو دیکھتے تھے۔

اسلام کیا ہے؟ بہت سی جانوں کا چندہ ہے۔ ہمارے آباؤ اجداد چندہ ہی میں آئے۔ اب اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہ اسلام کو کل ملتوں پر غالب کرے۔ اس نے مجھے اسی مطلب کے لئے بھیجا ہے اور اسی طرح بھیجا ہے جس طرح پہلے مامور آتے رہے۔ پس آپ میری مخالفت میں بھی بہت سی باتیں سنیں گے اور بہت قسم کے منصوبے پائیں گے لیکن میں آپ کو نصیحتاً للہ کہتا ہوں کہ آپ سوچیں اور غور کریں کہ یہ مخالفیں مجھے تھکا سکتی ہیں یا انکا کچھ بھی اثر مجھ پر ہوا ہے؟ ہرگز نہیں۔ خدا تعالیٰ کا پوشیدہ ہاتھ ہے جو میرے ساتھ کام کرتا ہے ورنہ میں کیا اور میری ہستی کیا؟ مجھے شہرت طلب کہا جاتا ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اس فرض کے ادا کرنے میں مجھے کس قدر گالیاں سننی پڑی ہیں۔ مگر ان گالیوں کو جو دیتے ہیں اور ان تکلیفوں کو جو پہنچاتے ہیں ایک لحظہ کے لئے بھی پرواہ خیال نہیں کرتا اور سچ تو یہ ہے کہ مجھے معلوم نہیں ہوتا۔ میرا خدا میرے ساتھ ہے اور اگر میں خدا کی طرف سے آیا نہ ہوتا تو میری مخالفت بھی ہرگز نہ ہوتی"۔

(ملفوظات جلد اول، طبع جدید، صفحہ ٣١٢، ٣١٣)

تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے جماعت کی تربیت کے سلسلہ میں نہایت اہم نصائح

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٦/ مارچ ١٩٩٨ء)

لندن (٦/ مارچ): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ الجاثیہ کی آیات ٢١ تا ٢٣ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو اقتباسات میں جماعت کے سامنے بیان کر رہا ہوں ان کے ساتھ ان آیات کے مضامین کا بہت گہرا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا وہ لوگ جو طرح طرح کی برائیوں میں مبتلا ہو چکے ہوں انہوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ ہم ان سے ان لوگوں جیسا سلوک کریں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال بجا لائے۔ ساء ما یحکمون۔ وہ جو فیصلہ کر رہے ہیں وہ بہت برا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں اس بات کا اشارہ ہے کہ ان کا فیصلہ ان کے خلاف پڑے گا۔ دوسرے یہ کہ ان کے اس فیصلے کے نتیجہ میں ساری دنیا میں فساد پڑے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس پیش کرتے

باقی صفحہ نمبر ٩ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام ملاقات کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ٢٨/ فروری ١٩٩٨ء:

آج بچوں کے ساتھ حضور انور ایدہ اللہ کی ملاقات کا پروگرام ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج سے نئی انگریزی کلاس، نئی مینجمنٹ کے تحت شروع ہوئی ہے جو میری ہدایات پر عمل کرے گی۔ تمام دنیا دیکھے گی کہ یہ تبدیلی بہتر ہے۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد حدیث اور پھر قصیدہ سنایا گیا۔ بعدہ حضرت جعفر بن ابی طالب جو جعفرؓ الطیار ذوالجناحین بھی کہلاتے ہیں کے موضوع پر تقریر کی گئی۔

اتوار، یکم مارچ ١٩٩٨ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی انگریزی بولنے والے زائرین کے ساتھ ملاقات کا پروگرام ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا۔ سوال و جواب اختصار کے ساتھ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہیں۔

☆......سرزمین افغانستان آئے دن آفات سماوی کا شکار رہتی ہے۔ کیا یہ صاحبزادہ عبداللطیفؓ صاحب کی شہادت کی وجہ سے ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا افغان قوم کے کیریکٹر اور خون (Blood) میں غیر اسلامی اعمال موجود تھے۔ منہ سے اسلام کا پیروکار ہونے اور اعمال میں غیر اسلامی ہونے کی وجہ سے ہی انہوں نے صاحبزادہ صاحب کو شہید کیا۔ طالبان کو دیکھ لیں غیر اسلامی اطوار ان کے خون میں دوڑ رہے ہیں۔ عورتوں کے ساتھ ان کا سلوک مشاہدہ کر لیں اور عوام کے ساتھ بہیمانہ سلوک دیکھ لیں۔ افغان کا اسلام وہ ہے جو خود غرضی اور ذاتی فائدے پر مشتمل ہے اور یہی ان کی لعنت کا باعث بنا۔ وہ جانتے تھے کہ صاحبزادہ صاحب نیک انسان تھے لیکن کیونکہ انہوں نے افغان اسلام قبول نہ کیا اس لئے انہیں شہید کر دیا گیا۔ تمام ظلم جو ان پر کیا گیا وہ ان مُلّاؤں کے تصور کردہ اسلام کی حفاظت میں تھا۔ اور جب ان پر عذاب آئے پھر بھی انہوں نے اپنے آپ کو نہ بدلا۔

☆...... ہم لوگوں کو کس طرح سمجھائیں کہ خلیفہ خدا بناتا ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا "لَیَستَخلِفَنَّھُم" میں ثبوت موجود ہے اور حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان اور حضرت علی رضوان اللہ علیھم کو کس نے پیدا کیا اور انہیں کس نے خلیفہ بنایا۔ اور سارے عرب نے ان کو نہیں چنا۔ چند بزرگ اکٹھے ہوئے اور انہوں نے چن لیا۔ یہی خدا کا چننا ہے جسے خدا تعالیٰ مناسب سمجھتا ہے اسے چنوا دیتا ہے۔ ان معنوں میں کہا جا سکتا ہے کہ خلیفہ خدا بناتا ہے۔

☆......مذہب اور Cult میں کیا فرق ہے؟۔ فرمایا، مذہب خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور Cult سوشل کلچر کا نتیجہ ہے۔ اور سوسائٹی میں ہر دلعزیز ہوتا ہے جبکہ مذہب کی مخالفت کی جاتی ہے۔ Cult عارضی سا ہوتا ہے اور جلد ہی لوگ الگ ہو جاتے ہیں۔

☆...... لائبیریا میں جماعت کے سکولوں اور مساجد وغیرہ کا کیا حال ہے؟ حضور انور نے فرمایا کہ وہ منہدم کر دئے گئے ہیں اور اب دوبارہ بنائے جا رہے ہیں۔ جہاں جماعت ہے وہاں جزیرہ سا بن گیا ہے اور نئی تعمیر شروع کر دی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل سوال بھی کئے گئے۔

☆...... قرآن کا مجرم کو سزا کے بارہ میں کیا ارشاد ہے؟

☆......زمبابوے کے سیاسی حالات پر تبصرہ اور حضور انور سے مشورہ کی درخواست کی گئی۔

☆...... بچوں کی تربیت اسلام میں کیسے ہونی چاہئے؟

☆......میں سیرالیون کے سیاسی حالات کی وجہ سے متفکر ہوں۔ حضور کا کیا مشورہ ہے؟

☆......خدا تعالیٰ دعاؤں کو سنتا ہے اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی دعا کی تو پھر خدا تعالیٰ نے انہیں صلیب پر چڑھنے ہی کیوں دیا؟

☆...... مغرب کے لوگ کہتے ہیں کہ تیسری دنیا میں غربت کا باعث زیادہ آبادی ہے۔

☆......مذاہب مڈل ایسٹ سے ابھرے اور افریقہ کے کالے لوگ اس کی حکمت جاننا چاہتے ہیں کہ کالے لوگوں سے کیوں کوئی نہ ہوا؟۔

حضور انور نے فرمایا کالے اور گوروں میں امتیاز ہی شکست کا اعتراف ہے۔ خدا تعالیٰ نے سب رنگ خوبصورت بنائے ہیں۔ مڈل ایسٹ بھی بلیک کا علاقہ ہی ہے۔ اس لئے یہ اعتراض کرنے والے قرآن مجید پر یقین نہیں رکھتے۔

باقی صفحہ نمبر ١٦ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

۲۳ مارچ ۔ یوم تأسیس جماعت احمدیہ

۲۳؍مارچ کا دن اسلام اور احمدیت کی تاریخ میں غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔یہ وہ دن ہے جس میں حق کے طالبوں نے ماموزمانہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے "سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کی راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے" ہندوستان کے ایک معمولی شہر لدھیانہ کے محلہ جدید میں حضرت صوفی احمد جان صاحب مرحوم کے سادہ سے مکان کی ایک کچی کوٹھڑی میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے اس جماعت کی بنیاد رکھی جو آج مسلمان فرقہ احمدیہ یا جماعت احمدیہ کے نام سے دنیا بھر میں پھیلی ہوئی ہے۔اور خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نشانات کے ساتھ اس کی حفاظت میں ہر لحہ مستحکم سے مستحکم تر ہوتے ہوئے ان اغراض و مقاصد کو پورا کرتے ہوئے مسلسل آگے بڑھ رہی ہے جو حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس جماعت کے قیام کے وقت پیش فرمائے تھے اور پھر بعد میں بھی مختلف اوقات میں اس سلسلہ میں نہایت اہم ہدایات اس سلسلہ کی ترقی کے سلسلہ میں بیان فرماتے رہے۔

دنیا میں بڑے بڑے بلند ارادوں کے ساتھ مختلف تنظیمیں اور جماعتیں قائم کی جاتی ہیں لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بانی جماعت کی وفات کے بعد لوگ اصل مقصود و مدعا کو بھلا کر اور رستوں کی طرف نکل جاتے ہیں۔لیکن جماعت احمدیہ کے ساتھ یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ خود اس کی حفاظت فرمائے گا جیسا کہ حضور علیہ السلام کو الہاماً یہ فرمایا گیا کہ "تُو میری اجازت سے اور میری آنکھوں کے روبرو یہ کشتی تیار کر" ۔اور آپ نے الٰہی وعدوں پر بنا کرتے ہوئے یہ بشارت دی کہ :

"خدا تعالیٰ نے اس گروہ کو اپنا جلال ظاہر کرنے کے لئے اور اپنی قدرت دکھانے کے لئے پیدا کرنا اور پھر ترقی دینا چاہا ہے تا دنیا میں محبت الٰہی اور توبہ نصوح اور پاکیزگی اور حقیقی نیکی اور امن اور صلاحیت اور بنی نوع کی ہمدردی کو پھیلا دے۔سو یہ گروہ اس کا ایک خالص گروہ ہوگا اور وہ انہیں آپ اپنی روح سے قوت دے گا۔اور انہیں گندی زیست سے صاف کرے گا اور ان کی زندگی میں ایک پاک تبدیلی بخشے گا۔وہ جیسا کہ ان نے پاک پیشین گوئیوں میں وعدہ فرمایا ہے اس گروہ کو بہت بڑھائے گا اور ہزارہا صادقین کو اس میں داخل کرے گا۔وہ خود اس کی آبپاشی کرے گا اور اس کو نشوونما دے گا۔یہاں تک کہ ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہو جائے گی اور وہ اس چراغ کی طرح جو اونچی جگہ رکھا جاتا ہے دنیا کی چاروں طرف اپنی روشنی کو پھیلائیں گے اور اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ٹھہریں گے............"۔

چنانچہ آج نظامِ خلافتِ مسیح موعودؑ سے وابستہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے جماعت احمدیہ کے افراد ان سب فرمودات کی صداقت پر گواہ ہیں۔ہزارہا صادقین اس مبارک سلسلہ میں داخل ہو رہے ہیں اور ان کی کثرت اور برکت نظروں میں عجیب ہے۔منکرین و معاندین کو یہ کثرت و برکت شدید غصہ دلا رہی ہے اور يُعجِبُ الزُرّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الكُفّار کا مضمون بڑی شان کے ساتھ ظاہر ہو رہا ہے۔اور بلا شبہ خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ جماعت احمدیہ کے افراد اسلامی برکات کے لئے بطور نمونہ کے ہیں۔اور چاروں طرف دین اسلام کی روشنی کو پھیلانے کے لئے جان، مال، عزت و آبرو سب کچھ قربان کرنے پر مستعد ہیں۔

پس ۲۳؍مارچ کا دن جہاں ہمیں حضرت مسیح پاک علیہ السلام اور ان ابتدائی بیعت کنندگان کی محبت بھری یاد دلاتا ہے جن کے ذریعہ "تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے" کا آغاز ہوا، وہاں یہ دن ہمیں ان دس شرائط بیعت کی بھی یاد دلاتا ہے جن کی بنیاد پر ہم یا ہمارے اسلاف اس جماعت میں داخل ہوئے اور اس دن خاص طور پر ہمیں ان شرائط بیعت کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے نفوس کا محاسبہ کرنا چاہئے اور اپنی کمزوریوں پر نظر کرتے ہوئے دعا اور توجہ الی اللہ کے ذریعہ اپنے نفوس کی اصلاح کی طرف خصوصیت سے متوجہ ہونا چاہئے تا ایسا نہ ہو کہ ہم اپنی کسی کوتاہی یا غفلت کی وجہ سے عنداللہ اس جماعت سے باہر متصور ہوں۔

اسی طرح یہ دن ہمیں یہ بھی یاد دلاتا ہے کہ ہم ایک واجب الاطاعت امام کے ہاتھ پر جمع ہونے والی روحانی جماعت ہیں اور ہماری تمام تر روحانی زندگی کی تازگی اور نشوونما اور بقا کا انحصار اس امام سے سچی اور کامل وابستگی میں ہے جو آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نمائندگی میں اور آپ کی غلامی میں ہماری تربیتِ باطنی میں مصروف ہے اور جو ہمیں ہر قسم کی آلودگیوں سے صاف کرنے کے لئے خدا تعالیٰ سے اس روحانی طاقت کو طلب کرتا ہے جس کے برقی اثر سے انسان نفس اور شیطان کی غلامی سے آزاد اور ہلکا پھلکا ہو کر خدا تعالیٰ کی محبت کی راہوں میں تیزی سے آگے بڑھنے لگتا ہے۔پس آیئے اس دن میں ایک دفعہ پھر اپنے عہد بیعت کی تجدید کریں اور خلافت مسیح موعودؑ سے اپنے تعلق کو مزید خالص اور مضبوط کریں تا آپ کی دعاؤں اور توجہ کے فیض سے ہم خدا تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کے وارث ٹھہریں۔اللہ تعالیٰ ہمیں اسکی توفیق عطا فرمائے اور خدا کرے کہ ہم اس کے ہاں اس الٰہی جماعت میں شمار کئے جائیں۔ ☆......☆......☆

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات

(انتخاب از کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام)

کہاں تک حرص و شوقِ مالِ فانی اُٹھو ڈھونڈو متاعِ آسمانی
کہاں تک جوشِ آمال و امانی یہ سَو سو چھید ہیں تم میں نہانی
تو پھر کیونکر ملے وہ یارِ جانی کہاں غِربال میں رہتا ہے پانی
کرو کچھ فکرِ مُلکِ جاودانی یہ مُلک و مال ہے جھوٹی کہانی
بسر کرتے ہو غفلت میں جوانی مگر دل میں یہی ہے تم نے ٹھانی
خدا کی ایک بھی تم نے نہ مانی ذرا سوچو یہی ہے زندگانی
خدا نے اپنی رہ مجھ کو بتا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

کرو کچھ توبہ کہ تا ہو جائے رحمت دکھاؤ جلد تر صِدق و اِنابت
کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت کہ یاد آ جائے گی جس سے قیامت
مجھے یہ بات مولا نے بتا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

مسلمانوں پہ تب ادبار آیا کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسولِ حق کو مٹی میں سُلایا مسیحا کو فلک پر ہے چڑھایا
یہ توہیں کر کے پھل ویسا ہی پایا اِہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا کہ سوچو عزّتِ خیرالبرایا
ہمیں یہ راہ خدا نے خود دکھا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

کوئی مُردوں میں کیونکر راہ پاوے مرے تب بے گماں مُردوں میں جاوے
خدا عیسیٰ کو کیوں مُردوں سے لاوے وہ خود کیوں مہر ختمیّت مٹاوے
کہاں آیا کوئی تا وہ بھی آوے کوئی ایک نام ہی ہم کو بتاوے
تمہیں کس نے یہ تعلیم خطا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

وہ آیا منتظر تھے جس کے دن رات مُعمّہ کھل گیا روشن ہوئی بات
دکھائیں آسماں نے ساری آیات زمیں نے وقت کی دے دیں شہادات
پھر اس کے بعد کون آئے گا ہیہات خدا سے کچھ ڈرو چھوڑو معادات
خدا نے اِک جہاں کو یہ سنا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

مسیحِ وقت اب دنیا میں آیا خدا نے عہد کا دن ہے دکھایا
مبارک وہ جو اب ایمان لایا صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نہ پلا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

خدا کا ہم پہ بس لطف وکرم ہے وہ نعمت کونسی باقی جو کم ہے
زمینِ قادیاں اب محترم ہے ہجومِ خَلق سے ارضِ حرم ہے
ظہورِ عون و نصرت دَمبدَم ہے حسَد سے دشمنوں کی پُشت خم ہے
سنو اب وقتِ توحیدِ اتم ہے ستم اب مائلِ مُلکِ عدم ہے
خدا نے روک ظلمت کی اٹھا دی فسبحان الذی اخزی الاعادی

(درثمین)

اہلِ تقویٰ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی زندگی غربت اور مسکینی میں بسر کریں

(حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

ذکر حبیب علیہ السلام

(مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب)

مکرم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب نے جلسہ سالانہ ۱۹۷۳ء کے موقعہ پر ذکر حبیبؑ کے عنوان سے بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی سیرت و اخلاق کے حسب ذیل سات پہلوؤں پر خطاب فرمایا:

(۱)......والدین کی خدمت اور اطاعت

(۲)......بچوں سے شفقت

(۳)......اقرباء سے حسن سلوک

(۴)...... مخالفین اور غیر مذاہب والوں سے سلوک

(۵)......دوستی

(۶)......خدام نوازی

(۷)...... مہمان نوازی

ذیل میں ہم بشکریہ ماہنامہ تحریک جدید ربوہ، فروری ۱۹۷۴ء اس خطاب کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی سیرت طیبہ کو اپنانے اور آپ کے ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ (ادارہ)

☆......☆......☆

والدین کی خدمت اور اطاعت

۲۱ر اپریل ۱۸۹۹ء یوم عیدالاضحیٰ کے موقعہ پر حضورؑ نے فرمایا کہ:

"پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔

بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔

مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول خداؐ نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی"۔

"ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟...... میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے"۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۲۹۵، ۲۹۶)

ایک مرتبہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کی والدہ محترمہ قادیان تشریف لائی ہوئی تھیں۔ حضرت مولوی صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کی خدمت میں اپنی والدہ کی پیری اور ضعف کا اور ان کی خدمت کا جو وہ کرتے ہیں ذکر کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا:

"والدین کی خدمت ایک بڑا بھاری عمل ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بد قسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جب بچہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم و غم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے کیونکہ والدہ بچہ کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو، ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ ماں سب تکالیف میں بچہ کی شریک ہوتی ہے۔ یہ طبعی محبت ہے جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی"۔

حضور علیہ السلام کو اپنی زندگی کے ابتدائی چند سالوں میں اپنے والد محترم کی خدمت کا موقع بھی میسر آیا۔ گو فطرتاً حضور علیہ السلام کو دنیا اور دنیا کے کاموں میں کوئی لگاؤ نہ تھا لیکن صرف حصول ثواب کے لئے حضور نے اپنے والد محترم کی مرضی اور منشاء کے مطابق پورے انہماک سے وہ خدمت سرانجام دی جو ان کے سپرد کی گئی تھی۔

حضورؑ نے اپنی تصنیف کتاب البریہ میں خود اس بارہ میں تحریر فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں:

"میرے والد صاحب اپنے آباء واجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے انہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔

مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے، نہ دنیا کے لئے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لئے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا اور ان کے لئے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا اور وہ مجھے دلی یقین سے بر بالوالدین جانتے تھے"۔

حضور علیہ السلام کی زندگی کے یہ ایام دست بکار و دل بایار کے مصداق تھے لیکن والد صاحب کی وفات کے بعد دنیا اور دنیا کے کاموں سے کلیۃً کنارہ کش ہو کر دست کاریار میں اور دل یادیار میں محو ہو گئے اور یہی آپ کی زندگی کا مقصود اور مدعا تھا۔

بچوں سے شفقت و محبت

اب میں امر دوم یعنی بچوں سے شفقت، محبت اور سلوک کے بارہ میں چند روایات پیش کرتا ہوں۔

☆...... حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ الحکم میں تحریر فرماتے ہیں:

"محمود (حضرت خلیفۃ المسیح الثانی) چار ایک برس کا تھا۔ حضرت معمولاً اندر بیٹھے لکھ رہے تھے۔ میاں محمود دیا سلائی لے کر وہاں تشریف لائے اور آپ کے ساتھ بچوں کا ایک غول بھی تھا۔ پہلے کچھ دیر تک آپس میں کھیلتے جھگڑتے رہے پھر جو کچھ دل میں آئی ان مسودات کو آگ لگا دی اور آپ لگے خوش ہونے اور تالیاں بجانے اور حضرت لکھنے میں مشغول ہیں۔ سر اٹھا کر دیکھتے بھی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ اتنے میں آگ بجھ گئی اور قیمتی مسودے راکھ کا ڈھیر ہو گئے اور بچوں کو کسی اور مشغلہ نے اپنی طرف کھینچ لیا۔ حضرت کو سیاق و سباق عبارت کے ملانے کے لئے کسی گزشتہ کاغذ کے دیکھنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس سے پوچھتے ہیں خاموش! اُس سے پوچھتے ہیں دبکا جاتا ہے آخر ایک بچہ بول اٹھا کہ میاں صاحب نے کاغذ جلا دئے۔ عورتیں بچے اور گھر کے سب لوگ حیران اور انگشت بدندان کہ اب کیا ہوگا اور در حقیقت عادتاً بری حالت اور مکروہ نظارہ کے پیش آنے کا گمان اور انتظار تھا اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ مگر حضرت مسکرا کر فرماتے ہیں "خوب ہوا۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کوئی بڑی مصلحت ہوگی اور اب خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس سے بہتر مضمون ہمیں سمجھائے"۔ (سیرت مسیح موعود از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب)

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ سے روایت ہے کہ: "آپ بچوں کی خبر گیری اور پرورش اس طرح کرتے ہیں کہ ایک سرسری دیکھنے والا گمان کرے کہ آپ سے زیادہ اولاد کی محبت کسی کو نہ ہوگی۔ اور بیماری میں اس قدر توجہ کرتے ہیں اور تیمارداری اور علاج میں ایسے محو ہوتے ہیں کہ گویا اور کوئی فکر ہی نہیں مگر باریک بین دیکھ سکتا ہے کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور خدا کے لئے اس کی ضعیف مخلوق کی رعایت اور پرورش مدنظر ہے۔ آپ کی پلوٹھی بیٹی عصمت لدھیانہ میں ہیضہ سے بیمار ہوئی آپ اس کے علاج میں یوں دوا دہی کرتے کہ گویا اس کے بغیر زندگی محال ہے اور ایک دنیا دار دنیا کی عرف اور اصطلاح میں اولاد کا بھوکا اور شیفتہ اس سے زیادہ جانکاہی کر ہی نہیں سکتا۔ مگر جب وہ مر گئی آپ یوں الگ ہو گئے کہ گویا کوئی چیز تھی ہی نہیں اور جب سے کبھی ذکر تک نہیں کیا کہ کوئی لڑکی تھی"۔

"اسی طرح صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کی علالت کے ایام میں آپ نے شبانہ روز اپنے عمل سے دکھایا کہ اولاد کی پرورش اور صحت کے لئے ہمارے کیا فرائض ہیں"۔

(سیرت مسیح موعودؑ از یعقوب علی صاحب عرفانیؓ)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ تراب اپنی تصنیف سیرت مسیح موعودؑ حصہ سوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"آپ بچوں کو گود میں اٹھائے ہوئے باہر نکل آیا کرتے تھے اور سیر میں بھی اٹھا لیا کرتے۔ اس میں کبھی آپ کو تأمل نہ ہوتا تھا۔ اگرچہ خدام جو ساتھ ہوتے وہ خود اٹھانا اپنی سعادت سمجھتے مگر حضرت بچوں کی خواہش کا احساس یا انکے اصرار کو دیکھ کر آپ اٹھا لیتے اور انکی خوشی پوری کر دیتے"۔

بچوں کا مناسب احترام ان میں خود اعتمادی پیدا کرنے کے لئے ضروری امر ہے جس کی طرف احمدی والدین کو توجہ کرنی چاہئے۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ یا تو والدین بچوں کے سوالات کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے یا سختی سے روک دیتے ہیں۔ یہ طریق بچوں کی ذہنی نشوونما اور خود اعتمادی کے لئے ضرر رساں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عمل سے جماعت کی اس جہت میں بھی راہنمائی ملتی ہے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ نے بیان فرمایا کہ:

"جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لدھیانہ میں دعویٰ مسیحیت شائع کیا تو ان دنوں میں چھوٹا بچہ تھا اور شاید تیسری جماعت میں پڑھتا تھا مجھے اس دعویٰ سے کچھ اطلاع نہ تھی۔ ایک دن میں مدرسہ گیا تو بعض لڑکوں نے مجھے کہا کہ وہ جو قادیان کے مرزا صاحب تمہارے گھر میں ہیں انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے ہیں اور یہ کہ آنے والے مسیح وہ خود ہیں۔ میں نے ان کی تردید کی کہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ حضرت عیسیٰ تو زندہ ہیں اور آسمان سے نازل ہونگے۔ خیر جب میں گھر آیا تو حضرت صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے سنا ہے آپ کہتے ہیں کہ آپ مسیح ہیں؟ میرا یہ سوال سن کر حضرت صاحب خاموشی سے اٹھے اور کمرے کے اندر الماری سے ایک نسخہ فتح اسلام لا کر مجھے دے دیا اور فرمایا اسے پڑھو۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے تھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کی دلیل ہے کہ آپ نے ایک چھوٹے بچہ کے معمولی سوال پر اس قدر سنجیدگی سے توجہ فرمائی ورنہ یونہی کوئی بات کہہ کر ٹال دیتے"۔ (سیرت مسیح موعودؑ از عرفانی صاحب)

اقرباء سے حُسنِ سلوک

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ اپنی تصنیف سیرت المہدی حصہ دوم میں تحریر فرماتے ہیں:

"خواجہ عبدالرحمان صاحب متوطن کشمیر نے مجھ سے بذریعہ خط بیان کیا کہ مکرمی لَسہ ڈار ساکن آسنور کشمیر اپنے بھائی حاجی عمر ڈار صاحب سے روایت کرتے تھے کہ جب میں پہلی دفعہ قادیان میں بیعت کے لئے آیا تو میرے یہاں پہنچنے کے بعد جو پہلی تقریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی وہ حقوق اقرباء کے متعلق تھی۔ چونکہ میں نے اپنے بھائی کا کچھ حق دبایا ہوا تھا میں سمجھ گیا اور کشمیر پہنچ کر ان کا حق ان کو ادا کر دیا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء و مرسلین سے اصلاح خلق کا کام لینا ہوتا ہے اس لئے وہ عموماً ایسا تصرف کرتا ہے کہ جو کمزوریاں لوگوں کے اندر ہوتی ہیں انہی کے متعلق ان کی زبان پر کلام جاری کر دیتا ہے جس سے لوگوں کو اصلاح کا موقع مل جاتا ہے"۔

سیرۃ المہدی حصہ دوم میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے اقرباء سے حسن سلوک کا ایک بہت ہی پیارا واقعہ بیان فرمایا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ابتدائی ایام کا ذکر ہے کہ والد بزرگوار (یعنی خاکسار کے نانا جان حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم) نے اپنا ایک بانات کا کوٹ جو مستعمل تھا ہمارے خالہ زاد بھائی سید محمد سعید کو جو ان دنوں قادیان میں تھا کسی خادمہ عورت کے ہاتھ بطور ہدیہ بھیجا۔ محمد سعید نے نہایت حقارت سے وہ کوٹ واپس کر دیا اور کہا کہ میں مستعمل کپڑا نہیں پہنتا۔ جب وہ خادمہ یہ کوٹ واپس لا رہی تھی تو راستہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میر صاحب نے یہ کوٹ محمد سعید کو بھیجا تھا مگر اُس نے واپس کر دیا ہے کہ میں اترا ہوا کپڑا نہیں پہنتا۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ اس سے میر صاحب کی دلشکنی ہوگی تم یہ کوٹ مجھے دے جاؤ ہم پہنیں گے اور ان سے کہہ دینا کہ میں نے رکھ لیا ہے"۔

یہ ایک انتہائی شفقت اور دلداری کا اظہار تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ مستعمل کوٹ خود اپنے لئے رکھ لیا تا حضرت نانا جان کی دلشکنی نہ ہو ورنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کوٹوں کی کمی نہ تھی۔ حضورؑ کے خدام حضورؑ کی خدمت میں بہتر سے بہتر کوٹ پیش کرتے رہتے تھے اور ساتھ ہی یہ انتہائی سادگی اور بے نفسی کا بھی اظہار تھا کہ دین کا بادشاہ ہو کر اترے ہوئے کوٹ کے استعمال میں تامل نہیں کیا۔

یہ واقعہ جن بزرگ کے متعلق ہے وہ حضور علیہ السلام کے خسر بھی تھے اور بیعت کنندگان میں شامل اور حضورؑ کے مریدوں میں سے تھے۔ آئیں اب دیکھیں کہ حضورؑ کے وہ رشتہ دار جو نہ صرف یہ کہ جماعت میں شامل نہ

تھے بلکہ عداوت اور دشمنی میں کسی اور سے پیچھے نہ تھے کوئی موقع ایسا نہیں آیا کہ وہ ایذاء دہی کر سکتے ہوں اور اس سے باز رہے ہوں۔ ان کی عداوت شقاوت کا رنگ رکھتی تھی۔ ان سے حضور علیہ السلام کا کیسا معاملہ تھا۔ ایک واقعہ کا ذکر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی نے ان الفاظ میں کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ :

"وہ گلی جو بازار اور جامع مسجد کو جاتی ہے ایک شارع عام تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چچازاد بھائیوں میں سے مرزا امام الدین کو حضرت صاحب اور سلسلہ کے ساتھ عداوت اور عناد تھا اور کوئی دقیقہ تکلیف دہی کا اٹھانہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ اس نے اپنے دوسرے بھائیوں کے ساتھ مل کر اس راستہ کو جو بازار اور مسجد مبارک کا تھا ایک دیوار کے ذریعہ بند کر دیا۔ دیوار ہماری آنکھوں کے سامنے بن رہی تھی اور ہم کچھ نہیں کر سکتے تھے بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم تھی کہ شر کا مقابلہ شر سے نہ کرو ورنہ اگرچہ جماعت اس وقت بہت قلیل تھی اور قادیان میں بہت تھوڑے آدمی تھے لیکن اگر اجازت ہوتی تو وہ دیوار ہرگز نہ بن سکتی......... غرض وہ دیوار چن دی گئی اور اس طرح ہم سب کے سب پانچ وقت کی نمازوں کے لئے مسجد مبارک جانے سے روک دیئے گئے۔ اور مسجد مبارک کے لئے حضرت صاحب کے مکانات کا ایک چکر کاٹ کر آنا پڑتا تھا......... جماعت میں بعض کمزور اور ضعیف العمر انسان بھی تھے بعض نابینا تھے اور بارشوں کے دن تھے راستہ میں کیچڑ ہوتا تھا۔ اور بعض بھائی گر بھی پڑتے تھے جس سے ان کے کپڑے گارے کیچڑ میں لت پت ہو جاتے تھے۔ ان تکلیفوں کا تصور بھی آج مشکل ہے۔ غرض وہ دیوار ہو گئی اور راستہ بند ہو گیا اور پانی تک بند کر دیا گیا آخر مجبوراً عدالت میں جانا پڑا اور عدالت کے فیصلہ کے مطابق خود دیوار بنانے والوں کو اپنے ہی ہاتھ سے دیوار گرانا پڑی۔ عدالت نے نہ صرف دیوار گرانے کا حکم دیا بلکہ حرجانہ اور خرچ کی ڈگری بھی فریق ثانی پر کر دی۔ حضرت اقدس نے کبھی اس خرچہ اور حرجانہ کی ڈگری کا اجراء پسند نہ فرمایا یہاں تک کہ اس کی میعاد گزرنے کو آ گئی۔ اس وقت خواجہ کمال الدین صاحب نے اس خیال سے کہ میعاد گزر نہ جائے اس کے اجراء کی کارروائی کی اور اس میں حسب ضابطہ نوٹس مرزا نظام الدین صاحب کے نام جاری ہوا۔ حضرت اقدس کو اس واقعہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ مرزا نظام الدین صاحب کو جب نوٹس ملا تو انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ایک خط لکھا اس کا مضمون یہ تھا کہ دیوار کے مقدمہ کے خرچ وغیرہ کی ڈگری کے اجراء کا نوٹس میرے نام آیا ہے اور میری حالت آپ کو معلوم ہے۔ اگرچہ میں قانونی طور پر اس روپیہ کے ادا کرنے کا پابند ہوں اور آپ کا بھی حق ہے کہ آپ وصول کریں مجھ کو یہ بھی معلوم ہے کہ ہماری طرف سے ہمیشہ آپ کو کوئی نہ کوئی تکلیف پہنچتی رہی ہے مگر یہ بھائی صاحب کی وجہ سے ہوتا تھا۔ مجھ کو بھی شریک ہونا پڑتا تھا۔ آپ رحم کر کے معاف فرماویں۔ حضرت اقدس اس وقت گورداسپور میں مقیم تھے۔ حضرت اقدس کے پاس جس وقت یہ خط پہنچا تو آپ نے سخت رنج کا اظہار فرمایا کہ کیوں اجراء کرائی گئی ہے مجھ سے کیوں دریافت نہیں کیا گیا۔ خواجہ صاحب نے عذر کیا کہ محض میعاد کو محفوظ کرنے کے لئے ایسا کیا گیا الاّ اجرا مقصود نہ تھا۔ حضرت اقدس نے اس عذر کو بھی پسند نہ فرمایا اور فرمایا کہ آئندہ کبھی اس ڈگری کا اجراء نہ کروایا جائے ہم کو دنیاداروں کی طرح مقدمہ بازی اور تکلیف دہی سے کچھ کام نہیں۔ انہوں نے اگر تکلیف دینے کیلئے کوئی حرکت کی تو ہمارا یہ کام نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مجھے اس غرض کے لئے دنیا میں نہیں بھیجا۔ اور اسی وقت ایک مکتوب مرزا نظام الدین صاحب کے نام لکھا اور مولوی یار محمد صاحب کو دیا کہ وہ جہاں ہوں ان کو فوراً جا کر وہاں پہنچائیں"۔

"اس خط میں حضور علیہ السلام نے مرزا نظام الدین صاحب سے ہمدردی کا اظہار فرمایا تھا اور تحریر فرمایا تھا کہ اس ڈگری کا کبھی اجراء نہیں کروایا جائے گا اور سب کچھ معاف فرمایا تھا"۔

مخالفین اور غیر مذاہب والوں سے حسن سلوک

حضرت مولوی شیر علی صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو سیرت المہدی حصہ دوم میں درج ہے۔ حضرت مولوی صاحب نے بیان کیا کہ :

"ایک دفعہ ایک ہندوستانی مولوی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر کہنے لگا کہ میں ایک جماعت کی طرف سے نمائندہ ہو کر آپ کے دعویٰ کی تحقیق کے لئے آیا ہوں اور پھر اس نے اختلافی مسائل کے متعلق گفتگو شروع کر دی اور بڑے تکلف سے خوب بنا بنا کر موٹے موٹے الفاظ استعمال کرتا تھا۔ اس کے جواب میں حضرت صاحب نے کچھ تقریر فرمائی تو وہ آپ کی بات کاٹ کر کہنے لگا کہ آپ کو مسیح و مہدی ہونے کا دعویٰ ہے مگر آپ الفاظ کا تلفظ بھی اچھی طرح نہیں ادا کر سکتے۔ اس وقت مولوی عبداللطیف صاحب شہید (حضرت مولوی صاحب جماعت کے پہلے شہید ہیں جن کو کابل میں والی کابل امیر حبیب اللہ نے احمدیت کی وجہ سے سنگسار کروادیا تھا) بھی مجلس میں حضرت صاحب کے پاس بیٹھے تھے ان کو بہت غصہ آ گیا اور انہوں نے اسی جوش میں اس مولوی کے ساتھ فارسی میں گفتگو شروع کر دی۔ حضرت اقدس نے مولوی عبداللطیف صاحب کو سمجھا بجھا کر ٹھنڈا کیا اور پھر کسی دوسرے وقت جبکہ مولوی عبداللطیف صاحب مجلس میں موجود نہ تھے فرمانے لگے کہ اس وقت مولوی صاحب کو بہت غصہ آ گیا تھا۔ چنانچہ میں نے اس ڈر سے کہ کہیں وہ اس غصہ میں اس مولوی کو کچھ مار ہی نہ بیٹھیں مولوی صاحب کے ہاتھ کو اپنے ہاتھ میں دبائے رکھا تھا"۔ (سیرت المہدی حصہ دوم صفحہ ۵۲)

میرٹھ شہر سے ایک شخص احمد حسین شوکت نامی نے ایک اخبار شحنہ ہند جاری کیا ہوا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت میں اس نے اپنے اخبار کا ضمیمہ جاری کیا جس میں ہر قسم کے گندے مضامین مخالفت میں شائع کرتا اور اس طرح پر جماعت کی دلآزاری کرتا۔ میرٹھ کی جماعت کو خصوصیت سے تکلیف ہوتی کیونکہ وہاں سے ہی یہ گندہ پرچہ نکلتا تھا۔ ۲/ اکتوبر ۱۹۰۲ء کا واقعہ ہے کہ میرٹھ کی جماعت کے پریذیڈنٹ شیخ عبدالرشید صاحب نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ ضمیمہ شحنہ ہند کے توہین آمیز مضامین پر عدالت میں نالش کروں۔ حضرت اقدسؑ نے فرمایا :

"ہمارے لئے خدا کی عدالت کافی ہے۔ یہ گناہ میں داخل ہوگا اگر ہم خدا کی تجویز پر تقدم کریں۔ اس لئے ضروری ہے کہ صبر اور برداشت سے کام لیں"۔

(سیرت مسیح موعودؑ از عرفانیؓ صاحب)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ :

"بیان کیا ہم سے حافظ روشن علی صاحب نے کہ جب منارۃ المسیح بننے کی تیاری ہوئی تو قادیان کے لوگوں نے افسران گورنمنٹ کے پاس شکایتیں کیں کہ اس مینارہ کے بننے سے ہمارے مکانوں کی پردہ دری ہوگی۔ چنانچہ گورنمنٹ کی طرف سے ایک ڈپٹی قادیان آیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مسجد مبارک کے ساتھ والے حجرہ میں ملا۔ اس وقت قادیان کے بعض لوگ جو شکایات کرنے والے تھے وہ بھی اس کے ساتھ تھے۔ حضرت صاحب سے ڈپٹی کی باتیں ہوتی رہیں اور اس گفتگو میں حضرت صاحب نے ڈپٹی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "یہ بڈھا مل بیٹھا ہے آپ اس سے پوچھ لیں کہ بچپن سے لے کر آج تک کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ اسے فائدہ پہنچانے کا مجھے موقع ملا ہو اور میں نے فائدہ پہنچانے میں کوئی کمی کی ہو اور پھر اس سے پوچھ لیں کہ کبھی ایسا ہوا ہے کہ مجھے تکلیف دینے کا اسے کوئی موقع ملا ہو تو اس نے مجھے تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر چھوڑی ہو"۔ حافظ صاحب نے بیان کیا کہ میں اس وقت بڈھا مل کی طرف دیکھ رہا تھا اس نے شرم کے مارے اپنا سر نیچے اپنے زانوؤں میں دیا ہوا تھا اور اس کے چہرہ کا رنگ سپید پڑ گیا تھا اور وہ ایک لفظ بھی منہ سے نہیں بول سکا"۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۱۳۴)

سیرت المہدی حصہ اول میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی مندرجہ ذیل روایت درج فرمائی ہے :

"بیان کیا مجھ سے مولوی شیر علی صاحب نے کہ مارٹن کلارک کے مقدمہ میں ایک شخص مولوی فضل دین لاہوری حضور کی طرف سے وکیل تھا۔ یہ شخص غیر احمدی تھا اور شاید اب تک زندہ ہے اور غیر احمدی ہے۔ جب مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت صاحب کے خلاف شہادت میں پیش ہوا تو مولوی فضل دین وکیل نے حضرت صاحب سے پوچھا کہ اگر اجازت ہو تو میں مولوی محمد حسین صاحب کے حسب نسب کے متعلق کوئی سوال کروں۔ حضرت صاحب نے سختی سے منع فرمایا کہ میں اس کی اجازت نہیں دیتا۔ اور فرمایا لایحب اللہ الجھر بالسّوء۔ مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ یہ واقعہ خود مولوی فضل دین نے باہر آ کر ہم سے بیان کیا تھا اور اس پر اس بات کا بڑا اثر ہوا تھا۔ چنانچہ وہ کہتا تھا کہ مرزا صاحب نہایت عجیب اخلاق کے آدمی ہیں ایک پرلے درجے کا دشمن ہے اور وہ اقدام قتل کے مقدمہ میں آپ کے خلاف شہادت میں پیش ہوتا ہے اور میں اس کا حسب نسب پوچھ کر اس کی حیثیت کو چھوٹا کر کے اس کی شہادت کو کمزور کرنا چاہتا ہوں اور اس سوال کی ذمہ داری بھی مرزا صاحب پر نہیں تھی بلکہ مجھ پر تھی مگر میں نے جب پوچھا تو آپ نے بڑی سختی سے روک دیا کہ ایسے سوال کی میں ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے نسب میں بعض معیوب باتیں سمجھی جاتی تھیں۔ واللہ اعلم جن کو وکیل اپنے سوال سے ظاہر کرنا چاہتا تھا مگر حضرت صاحب نے روک دیا۔ دراصل حضرت صاحب اپنے ہاتھ سے کسی دشمن کی بھی ذلت نہیں چاہتے تھے۔ ہاں جب خدا کی طرف سے کسی کی ذلت کا سامان پیدا ہوتا تھا تو وہ ایک نشان الٰہی ہوتا تھا جسے آپ ظاہر فرماتے تھے"۔ (سیرت المہدی)

یہی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی جنہوں نے مخالفت اور دشمنی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا۔ اپنے اخبار میں گالیاں دیں۔ آپؑ کے خلاف کفر کا فتویٰ تیار کیا اور تمام ہندوستان کے مولویوں سے اس پر دستخط کروائے۔ گورنمنٹ میں آپ کے خلاف جھوٹی مخبریاں کیں۔ آپ کے خلاف مقدمات میں جھوٹی گواہیاں دیں۔ لیکن آخر میں جب ان کا اخبار اشاعة السنة بند ہو گیا اور ان کی حالت ایسی تباہ وزار ہوئی کہ وہ اپنا مضمون لئے پھرتے تھے اور کوئی مولوی یا ایڈیٹر اخبار اسے چھاپتا نہ تھا تو حضرت اقدسؑ نے مولوی صاحب موصوف کو کہلا بھیجا کہ :

"آپ ہمارے پاس قادیان آجائیں ہم آپ کے مضمون کی کتابت بھی کروا دیتے ہیں اور چھپوا بھی دیتے ہیں"۔ (باقی آئندہ شمارہ میں)

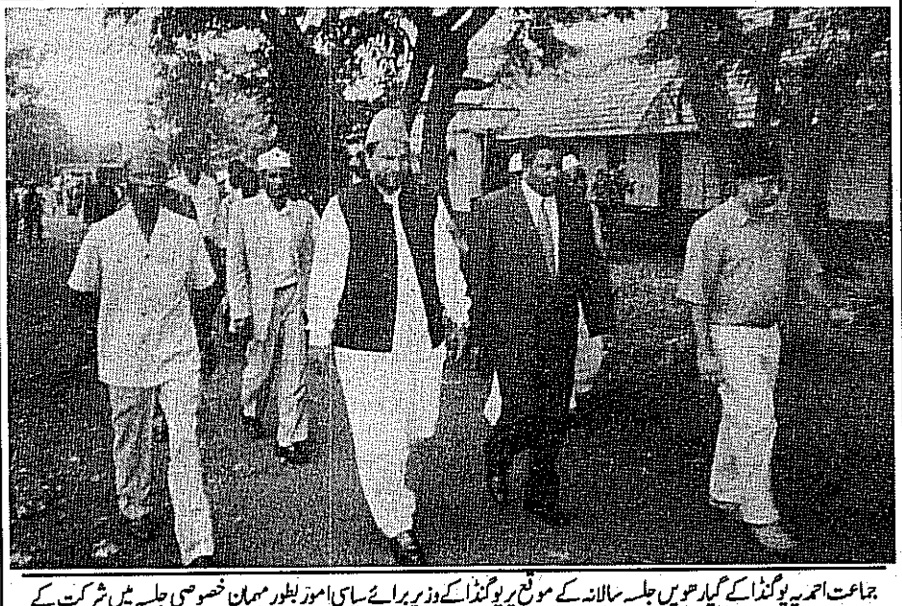

جماعت احمدیہ یوگنڈا کے گیارھویں جلسہ سالانہ کے موقع پر یوگنڈا کے وزیر برائے سیاسی امور بطور مہمان خصوصی جلسہ میں شرکت کے لئے آرہے ہیں۔ ان کے ساتھ مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر جماعت اور مکرم اکرم احمدی صاحب افسر جلسہ تصویر میں نمایاں ہیں

SHEZAN

کمیشن ایجنٹ درکار ہیں

جرمنی کے تمام شہروں میں شیزان کی مصنوعات کی فروخت کے لئے
کمیشن پر کام کرنے کے لئے احباب کی ضرورت ہے
صرف کاروباری اور دوکاندار حضرات ہی رابطہ کریں
اس کے علاوہ بہت جلد انشاء اللہ تعالیٰ پلاسٹک بیگ میں پاکستانی بیسٹ سپر کرنل
باسمتی چاول اور گروسری کی دوسری اشیاء بھی فروخت کے لئے پیش کی جائیں گی

BEST
Basmati Rice
(Super Kernal)
Plastic Packing

رابطہ کیجئے ــــ اعجاز احمد

Tel: 06105-44192 Fax: 06105-45195 Mobile:1773407109

خطبہ جمعہ

جب بھی تمہیں خدا کے ذکر کی خاطر بلایا جائے
تو سب چیزیں چھوڑ دیا کرو اور اس آواز پر لبیک کہا کرو

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مورخہ ۳۰؍جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۳۰؍صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —
الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —
اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين—
يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَّومِ الجُمُعَةِ فَاسْعَو اِلیٰ ذِكرِ اللّٰه وَذَرُوا الْبَيْع.
ذٰلِكُم خَيرٌ لَّكُم اِنْ كُنتُم تَعلَمُون. فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانتَشِرُوا فِي الأرض
وَابتَغُوا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوااللّٰهَ كَثِيراً لَعَلَّكُم تُفلِحُونَ۔(سورة الجمعة : ۱۰،۱۱)

یہ دو آیات کریمہ جو سورہ جمعہ سے لی گئی ہیں آج کے میرے خطبے کا موضوع یہی آیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ مِن يَّومِ الجُمُعَةِ فَاسْعَوا اِلیٰ ذِكرِ اللّٰه جب جمعہ کے دن تمہیں نماز کے لئے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف تیزی سے لپکو وَذَرُوا الْبَيْع. اور ہر قسم کی تجارت کو، لین دین کو ترک کر دیا کرو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔

یہاں جمعہ کا ہر مفہوم مراد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا زمانہ بھی جمعہ کا زمانہ ہے، پہلوں کے دوسروں سے ملنے کا زمانہ ہے، وقف زندگی کی تحریک بھی اسی میں داخل ہے۔ جب بھی تمہیں خدا کے ذکر کی خاطر بلایا جائے تو سب چیزیں چھوڑ دیا کرو اور اس آواز پر لبیک کہا کرو۔ اور ظاہری معنوں میں بھی یہی حکم ہے جیسا کہ بعد میں فرمایا فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانتَشِرُوا فِي الأرض جب نماز پڑھی جا چکی تو پھر تمہیں اجازت ہے کہ تم زمین میں پھیل جایا کرو اور اللہ تعالیٰ کا فضل ڈھونڈو اور بکثرت اس کا ذکر کیا کرو۔

پس آج کی نصیحت یہی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اب جب پھیلیں گے اور عید کی دوسری خوشیاں منائیں گے تو وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيراً کو ضرور یاد رکھیں۔ ذکر الٰہی کا وقت ختم نہیں ہوا بلکہ جمعہ کے ساتھ جاری ذکر ہے جو جمعے کے وقت بند نہیں ہوا کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے اور جہاں بھی جس حال میں بھی ہم ہوں ذکر الٰہی کو بلند کرنے والے ہوں۔ ☆......☆......☆

خطبہ عیدالفطر

اگر آپ اللہ اور رسولؐ کی محبت کے خواہاں ہیں تو دل کو تقویٰ سے بھر لیں
اور اس بات سے مستغنی ہو جائیں کہ آپ کا تقویٰ دُنیا کی نظر میں ہے کہ نہیں

خطبہ عیدالفطر ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ مورخہ ۳۰؍جنوری ۱۹۹۸ء بمطابق ۳۰؍صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد، ٹلفورڈ (برطانیہ)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله—
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم— بسم الله الرحمٰن الرحيم —
الحمدلله رب العٰلمين — الرحمٰن الرحيم — مٰلك يوم الدين — إياك نعبد و إياك نستعين —
اهدنا الصراط المستقيم — صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.
يٰاَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا اتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِه وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُم مُسْلِمُونَ.
وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَّلَا تَفَرَّقُوا . وَاذْكُرُوا نِعمَتَ اللّٰه عَلَيكُم اِذْكُنتُم اَعدآءً
فَاَلَّفَ بَينَ قُلُوبِكُم فَاَصْبَحتُم بِنِعمَتِه اِخواناً . وكُنتُم عَلٰى شَفا حُفرَةٍ مِنَ النَّارِ
فَاَنقَذَكُم مِنْهَا. كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُم اٰيٰته لَعَلَّكُم تَهتَدُونَ.(آل عمران: ۱۰۳،۱۰۴)

یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے سورہ آل عمران کی ۱۰۳ اور ۱۰۴ آیات ہیں اور ان آیات کا خلاصہ تقویٰ ہے۔ تقویٰ کی بار بار تعلیم دی گئی ہے اور یہی سارا رمضان ہم باتیں کرتے آئے اور محنت کرتے رہے کہ جس طرح بھی ہو سکے ہر احمدی کا دل تقویٰ سے بھر جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس مضمون کو ایک شعر میں یوں بیان فرمایا ؎

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے ☆ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

پس آج عید کے خطبے میں اول طور پر اس طرف جماعت کو بلاتا ہوں کہ سارا رمضان جو محنتیں کی ہیں ان کا خلاصہ یہ تھا کہ ہمیں تقویٰ نصیب ہو اور اگر تقویٰ نصیب ہو تو سب کچھ نصیب ہو گیا۔ ”اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے“۔ تو ہم نے اس رمضان کی کمائی تقویٰ کی ہے اور سارا سال اس کمائی کو اور بڑھانا ہے۔ رمضان گزرنے پر یہ کمائی ختم نہیں ہوئی بلکہ رمضان سے شروع ہوئی ہے اور باقی تمام عرصہ سارا سال اپنے تقویٰ کو بڑھانے کی کوشش کرنا ہے۔ اگر ہم یہ کر سکیں تو پھر آئندہ سال ہی نہیں اس سے آئندہ سال ہی نہیں، ہماری ساری صدی سنور جائے گی اور آنے والی صدیاں بھی اس تقویٰ سے سنور سکتی ہیں۔

پس جن آیات کریمہ کی میں نے تلاوت کی ہے ان کا میں سادہ ترجمہ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اتَّقُوااللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِه اللہ کا تقویٰ اختیار کرو جیسا کہ تقویٰ کا حق ہے۔ اس سے ڈرنے کا جو حق ہے وہ پورا کرو وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُم مُسْلِمُونَ اور ہرگز مرنا نہیں، خبردار ہے جو اس بات کے بغیر مرو کہ تم اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر چکے ہو۔ یہ اِلَّا وَ اَنْتُم مُسْلِمُونَ. نے ہمارے ہر لحظہ کو نشانہ بنا لیا۔ کوئی لحہ بھی زندگی اور موت ہمارے اختیار میں نہیں اور حکم یہ ہے کہ ہرگز نہیں مرنا سوائے اس کے کہ تم خدا کے سپرد اپنے آپ کو کر چکے ہو۔ تو گویا ہر لحہ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کرو، ہر لحہ تقویٰ اختیار کرو ورنہ موت اور حیات تو اللہ کے قبضے میں ہے ہمارے بس میں کب ہے۔ کسی وقت بھی کسی کا سانس رک سکتا ہے۔ اس لئے وَلَا تَمُوتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُم مُسْلِمُونَ. کا حق ادا کرنا ہے تو ان معنوں میں حق ادا کرنا ہو گا۔

وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰهِ جَمِيعاً وَّلَا تَفَرَّقُوا تقویٰ ہی کے نتیجے میں یہ علامت ظاہر ہوتی ہے کہ ساری امت مسلمہ ایک ہاتھ پہ جمع کر دی جاتی ہے، ایک رسی کو پکڑ کر بیٹھتی ہے جو اللہ کی رسی ہے۔ یہ خاص تقویٰ کی علامت کے طور پر بیان ہوا ہے۔ اگر تم متقی ہو اگر مسلم ہونے کی وہ شرط پوری کر رہے ہو جو پہلی

آیت میں بیان ہوئی ہے وَاعتَصِمُوا بِحَبلِ اللّٰہِ جَمِیعاً تو اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو، وَلَا تَفَرَّقُوا اور آپس میں پھٹ نہ جانا۔ یہ ایک ایسی علامت ہے جو آج ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کے سوا کسی کو نصیب نہیں۔ **تمام دنیا میں پھیلی ہوئی ایک سو پچاس سے زیادہ ممالک میں پھیلی ہوئی جماعتیں اس بات کی گواہ ہیں کہ آج اگر ایک ہاتھ پر ساری جماعت اکٹھی ہو چکی ہے ، ایک رسی کو تھامے ہوئے ہے تو وہ جماعت احمدیہ ہی ہے۔**

وَاذکُرُوا نِعمَتَ اللّٰہِ عَلَیکُم اِذ کُنتُم اَعدآءً اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کو یاد رکھو اور یاد کیا کرو کہ تم تو ایک دوسرے سے پھٹے ہوئے تھے، ایک دوسرے کے دشمن ہوا کرتے تھے فَاَلَّفَ بَینَ قُلُوبِکُم، اللہ ہی ہے جس نے تمہارے دلوں کو آپس میں باندھ دیا فَاَصبَحتُم بِنِعمَتِہٖ اِخوَاناً اور محض اللہ کی نعمت کی وجہ سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ پس جماعت احمدیہ کو اس نصیحت کو خوب اچھی طرح حرزِ جان بنالینا چاہئے ان کے خون میں یہ نصیحت دوڑے کہ ہمیشہ وہ وقت یاد کریں کہ ہم بھی باقی لوگوں کی طرح آپس میں پھٹے ہوئے تھے اللہ کی نعمت اور اللہ کی رحمت نے ہمیں ایک جان کیا اور ہم ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں ہم ایک مٹھی کی طرح اکٹھے ہو چکے ہیں بِنِعمَتِہٖ اِخوَاناً بھائی بھائی بن گئے۔ اخوانا کا مضمون قرآن کریم میں دوسری جگہ جو بیان ہوا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے اخوان ہیں کہ ہر دوسرے پر اپنے بھائیوں کو ترجیح دیتے اور ہر دشمن کے مقابل پر ہمیشہ اکٹھے رہتے ہیں، اس کو اجازت نہیں دیتے کہ وہ بیچ میں پھوٹ ڈال سکے۔ اس سے پہلے کیا حال تھا۔ وَکُنتُم عَلٰی شَفَا حُفرَۃٍ مِنَ النَّارِ تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر کھڑے تھے فَاَنقَذَکُم مِّنہَا. تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے بچالیا۔ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُم اٰیٰتِہٖ لَعَلَّکُم تَہتَدُونَ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے نشانات کو تمہارے سامنے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تا کہ تم ہدایت پاؤ۔ یہ جو پہلو ہے آگ میں جا پڑنا۔ محض اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں اس کنارے سے بچایا اور دور کرتے کرتے اس جماعت میں شامل کر دیا جو اللہ کے حکم کے ساتھ ایک ہو چکی ہے۔

پس آج کی عید کا خلاصہ یہی ہے کہ وہ تقویٰ جو آپ نے کمایا تھا اس تقویٰ کو آگے بڑھانا ہے اور لمحے لمحے کی حفاظت کرنی ہے۔ کوشش یہ کرنی ہے کہ کوئی لمحہ بھی رضائے باری تعالیٰ کے سوا صرف نہ ہو اور یہ شکر کا حق ادا ہونا چاہئے اس رحمت پر کہ اس نے ہمیں آگ کے گڑھے سے بچالیا۔ یہ میرے نزدیک شکر کا ایک پہلو ہے آگ سے بچالیا۔ اس نے بچایا جو علیم و قدیر ذات ہے جس نے ہمیں پہچان لیا کہ ہم بچنے کے اہل ہیں اور جس نے یہ فتویٰ دے دیا ہمیشہ کے لئے کہ اب تم میرے ہو چکے ہو۔ اور میں تم سے توقع رکھتا ہوں کہ مروگے نہیں مگر اسلام کی حالت میں، سپردگی کی حالت میں جان دوگے۔ پس اس مضمون کو سارا سال یاد رکھنا ہے اور اس مضمون کو آگے بڑھانا ہے۔ اس سلسلے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی بعض احادیث میں نے اکٹھی کی ہیں جو بالکل سادہ لفظوں میں مومن کو تقویٰ کی طرف بلا رہی ہیں اور تقویٰ کے باریک پہلوؤں کو دکھا رہی ہیں کہ اس کو تقویٰ کہتے ہیں۔

ایک حدیث مسلم کتاب الزہد والرقاق سے لی گئی ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، اللہ تعالیٰ اس انسان سے محبت کرتا ہے جو پرہیزگار ہو، بے نیاز ہو، گمنامی اور گوشہ نشینی کی زندگی بسر کرنے والا ہو۔ اس حدیث کے تمام الفاظ تقویٰ کی نشاندہی کرنے والے ہیں اور کچھ تشریح کے محتاج ہیں جو میں آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی جو دعوے سے پہلے کی تھی وہ اس حدیث کے ایک ایک لفظ پر گواہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تنہائی پسند تھے، اپنے آپ کو الگ رکھا ہوا تھا، لوگوں کے سامنے کسی نمود و ریاء کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اور غنی تھے اس بات سے کہ کوئی آپ کو کیا سمجھتا ہے اور خفی یعنی دنیا کی نظر سے چھپ کر اپنی نیکیوں کو پرورش دینے والے۔ قطع نظر اس کے کہ دنیا آپ کو کیا سمجھتی ہے۔ اس حال سے اللہ نے آپ کو باہر نکالا اور جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں ہوا آپ نے اس گوشہ نشینی کو ترک نہیں فرمایا۔ پس یہ مراد نہیں کہ آپ دنیا کو چھوڑ کر ایک طرف ہو کر بیٹھ جائیں۔ اس مضمون کو سمجھیں۔ آپ کی نیکیاں آپ کے سینے میں مخفی ہونی چاہئیں۔ آپ کی ذات ان نیکیوں پر پردے ڈالے رکھے۔ کبھی بھی آپ کو نیکیاں دکھانے کا شوق پیدا نہ ہو بلکہ یہ خیال آئے تو سمجھیں کہ شیطان کا وسوسہ ہے۔ وہ سادہ لوگ جو اس حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں وہ سچے احمدی ہیں۔ ان میں سے بہتوں کو آپ پہچانتے بھی نہیں۔ وہ خاموشی کے ساتھ اپنی نیکیوں کو اپنے دلوں میں رکھے ہوئے، اپنے سینوں میں چھپائے ہوئے پھرتے ہیں اور سادہ، ہر ایک کے سامنے جھکنے والے، ہر ایک کے سامنے جی کہنے والے اور نمازوں کا حق ادا کرنے والے لیکن دنیا ان کو نہیں سمجھتی۔ مگر اللہ ان کو سمجھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا رسول فرما رہا ہے کہ اللہ ایسے انسانوں سے محبت کرتا ہے۔

پس دیکھنے والے کو معلوم بھی نہ ہو کہ کیا کیا جواہر اس گدڑی میں لپٹے ہوئے ہیں۔ اس ذات کے اندر کون کون سی نیکیاں چمک رہی ہیں مگر جب وہ خوشبو دیں تو پھر وہ دکھائی بھی دیتی ہیں۔ پس یہ مطلب نہیں کہ آپ کی نیکیاں خوشبو نہ دیں۔ ان نیکیوں نے خوشبو تو دینی ہی ہے مگر وہ از خود خوشبو دیتی ہیں۔ کوشش کر کے ان کو ابھارا نہیں جاتا۔ **ہر ذات جس کے اندر خدا تعالیٰ کا تقویٰ ہے اس کی ایک خوشبو ہے جو ضرور پھیلتی ہے** مگر بالارادہ اس خوشبو کو پھیلانا اس کے ذہن میں نہیں ہوتا۔ پس اردگرد کے لوگ بھی اس کو کچھ دیکھتے ہیں، کچھ جانتے ہیں، کچھ پہچانتے ہیں مگر تقویٰ کی ان علامتوں کے ذریعے جو از خود پھوٹا کرتی ہیں، بالارادہ ان کو ابھار کر دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا جاتا۔

دوسری حدیث اس سلسلے میں مسند احمد بن حنبل کی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، 'دنیا کی کوئی چیز یا کوئی شخصیت رسول اللہ ﷺ کا دل کبھی نہ موہ سکی سوائے صاحب تقویٰ شخص کے'۔ وہی حدیث جو اس سے پہلے گزری ہے اس کا یہ تتمہ ہے۔ جس سے اللہ محبت کرتا تھا اسی سے حضرت محمد رسول اللہ محبت کرتے تھے۔ پس اللہ اور رسول کی محبت کی باتیں ہم کرتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ محبت کیسے حاصل ہو سکتی ہے۔ محض زبانی جمع خرچ سے نہ اللہ کی محبت مل سکتی ہے نہ رسول کی محبت مل سکتی ہے۔ پس حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیسی پیاری بات فرمائی کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا دل کبھی کوئی چیز موہ نہ سکی مگر صاحب تقویٰ شخص کے۔ جب نیک لوگوں کو دیکھتے تھے تو آپ کی محبت دل سے از خود پھوٹتی تھی، پیار کی نگاہیں ان پر پڑا کرتی تھیں ان کے لئے دل سے دعائیں اٹھا کرتی تھیں۔ پس آپ بھی **اگر اللہ اور رسول کی محبت کے خواہاں ہیں تو دل کو تقویٰ سے بھر لیں اور اس بات سے مستغنی ہو جائیں کہ آپ کا تقویٰ دنیا کی نظر میں ہے کہ نہیں۔** ان احادیث سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ لازماً آپ کا تقویٰ خدا کی نظر میں ہوگا اور لازماً آپ کا تقویٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی نظر میں ہوگا۔ وہ پیار کی نگاہیں جو اُس وقت کے متقیوں پر پڑا کرتی تھیں آج بھی ہم پر پڑیں گی، اگر ہم متقی ہو جائیں۔ ان معنوں میں حضرت رسول اللہ ﷺ ایک زندہ رسول ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارہا اس ذکر کو چھیڑا ہے۔ آپ کی زندگی کی علامت یہ ہے کہ قیامت تک آپ کی نگاہیں اللہ کے حضور، اللہ سے فیض یافتہ نگاہیں تمام امت پر پڑتی ہیں۔ یعنی ان معنوں میں پڑتی ہیں کہ دوسری دنیا میں اللہ تعالیٰ آپ کو باخبر رکھتا ہے اور مطلع فرماتا ہے کہ تیری امت کے یہ یہ رنگ ہیں۔ ان احادیث کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ سب علماء اس مضمون کو جانتے ہیں کہ اُس دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو اِس دنیا کے وہ حالات بتائے جاتے ہیں جن سے آپ کی روح خوشی محسوس کرے۔ پس اس پہلو سے آج بھی ہم پر اللہ اور رسول کی نگاہیں پڑ رہی ہیں خواہ دنیا اُسے دیکھے یا نہ دیکھے اور ہمیں اِس کی کوئی بھی پرواہ نہیں۔

ایک اور حدیث ابن ماجہ کتاب الزہد سے لی گئی ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک بار ان کو مخاطب کر کے فرمایا یعنی ابوہریرہؓ کو، 'اے ابوہریرہ تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کر تُو سب سے بڑا عبادت گزار بن جائے گا، قناعت اختیار کر تُو سب سے بڑا شکر گزار شمار ہوگا، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے وہی دوسرے کے لئے پسند کر تو تُو صحیح مومن ہو جائے گا، جو تیرے پڑوس میں بستا ہے اس سے اچھے پڑوسیوں والا سلوک کر تُو سچا اور حقیقی مسلم کہلائے گا۔ ہنسا کم کر اور بہت زیادہ قہقہہ نہ لگایا کرو

SATELLITE WAREHOUSE
MTV Muslim AHMADIYYA
CNN
Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More
Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:
SKY
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740
ZEE TV

بونکہ اس سے دل مردہ ہو جاتا ہے'۔ یہ کتنی صاف، پاکیزہ، چھوٹی چھوٹی نصیحتیں ہیں جن کو آپ اپنے دلنشیں رلیں اور اپنی زندگی کا جزو بنالیں۔ آپ کے خون میں یہ نصیحتیں دوڑتی پھریں تو ہمارا سارا معاشرہ ہر قسم کی ریوں سے پاک ہو جائے گا، ہر گھر امن کا گہوارہ ہو جائے گا، ہر ہمسائے کو احمدی ہمسائے سے امن نصیب ہو گا رہر غیر مسلم کو بھی احمدی ہمسائے سے امن نصیب ہو گا۔

مُسند احمد بن حنبل کی ایک اور حدیث ہے ۔ حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ سول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا میں تجھے تاکیدی نصیحت کرتا ہوں اُوصِیکَ بِالتَّقویٰ۔ وصیت سے مراد یہ یں ہوا کرتی کہ مرتے وقت جو لفظ کہیں وہی وصیت ہوتی ہے۔ ایک ایسی نصیحت جو بہت تاکیدی ہو جس کو لنے کا سوال ہی پیدا نہ ہو اس کو بھی وصیت کہتے ہیں۔ اور آپؐ نے فرمایا "اوصیك بتقوی اللّٰہ" اے ابوذرؓ ں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ اپنے پوشیدہ اور اعلانیہ معاملات میں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنا۔ ب ہر شخص اپنے پوشیدہ معاملات میں کسی حد تک واقف ہوا کرتا ہے۔ یہ ایک بہت ہی گہری نصیحت ہے جو ہر نسان کو حرز جان بنا لینی چاہئے کہ اٹھتے بیٹھتے اپنے اندرونے پر بھی نگاہ کیا کرے کہ اس کے اندر کیا چھپا ہوا ہے ور اگر اس کے اندر تقویٰ ہی ملے اور کچھ نہ ہو تو پھر ایسا انسان یقیناً کامیاب ہو گیا اور اس پر اللہ اور اس کے سول کی پیار کی نگاہیں پڑیں گی۔ پوشیدہ اور اعلانیہ معاملات میں اللہ کا تقویٰ اختیار کر۔

ایک اور حدیث مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے آنحضرت ﷺ کو اپنے ہاتھ سے ٹٹولا تو میرے بستر میں نہیں تھے۔ جیسا کہ خواتین کی عادت ہے آپ کے دل میں خیال گزرا کہ اٹھ کے کہیں گئے ہیں مگر یہ بھی جانتی تھیں کہ آپ سے زیادہ پیارا اللہ تھا اور بسا اوقات آپ کا بستر چھوڑ کر اللہ کے حضور گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔ تو حضرت عائشہؓ کی یہ حدیث بہت پیاری لگتی ہے مجھے کہ اپنے ہاتھ سے اس چارپائی کے کنارے کے نیچے دیکھا وہاں رسول اللہ ﷺ کو ہاتھ لگایا، گریہ وزاری کر رہے تھے، رو رہے تھے اور تقویٰ مانگ رہے تھے۔ ایسی پیاری حدیث ہے کہ روح نچھاور ہوتی ہے اس پہ۔ حضرت عائشہؓ صدیقہ کا پیار سے ہاتھ نیچے پھیرنا، دیکھنا میرا آقا کہیں خدا کے حضور تو نہیں جھکا ہوا۔ واقعۃً رسول اللہ ﷺ اس وقت خدا کے حضور جھکے ہوئے تھے اور یہ دعا کر رہے تھے 'اے میرے رب میری جان کو تقویٰ عطا فرما، اے میرے رب میری جان کو تقویٰ عطا فرما'۔ وہ رسول جو تقویٰ کی آماجگاہ تھا، وہ رسول جس نے ساری دنیا کو رہتی دنیا تک ہمیشہ کے لئے تقویٰ کی تعلیم دی اور تقویٰ کے اسلوب سکھائے خدا کے حضور اپنے تقویٰ کو کچھ بھی نہیں دیکھتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جب تک اللہ کے حضور میں متقی نہ ٹھہروں میں متقی نہیں ہو سکتا۔ یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ کے حضور متقی ٹھہرا ہوا ہوں مگر حرص اتنی تھی تقویٰ کی، ایسی آرزو تھی دل میں تقویٰ کی کہ رو رو کر یہ عرض کر رہے تھے کہ اے اللہ میری جان کو تقویٰ عطا فرما۔

اس حدیث میں ایک دوسری دلکش بات یہ ہے کہ بستر سے جدا ہوئے ہیں، نیچے پڑے ہوئے ہیں لیکن اتنی آواز بلند نہیں کر رہے کہ بیوی کی نیند میں مخل ہو جائیں۔ اگر آواز آ رہی ہوتی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ ہاتھ سے ٹٹول کر نہ دیکھتیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا یہ انداز بھی بہت پیارا تھا اور یہ بھی تقویٰ کا حصہ ہے کہ اپنی نیکی سے کسی اور کے آرام میں مخل نہ ہو اور یہ بھی تقویٰ کا حصہ ہے کہ تقویٰ مانگو تو دوسروں کو سنا کر نہ مانگو۔ پس ساری حدیث ہی ایک عظیم الشان حدیث ہے جو کھلم کھلا بتا رہی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا کلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا فعل ہے اس کے سوا ہو ہی نہیں سکتا۔ 'ربّ اٰتِ نَفسی تقوٰھا' اے میرے رب میری جان کو تقویٰ عطا فرما۔ پھر فرمایا اسے پاکیزگی بخش اور اس کو پاکیزگی عطا کر تُو بہترین ہے تُو ہی اس جان کا ولی ہے اور اس کا مولا ہے۔ یہ ساری باتیں کان لگا کر حضرت عائشہؓ نے غور سے سنیں تو پھر آپؐ کو سمجھ آئی۔

ایک اور حدیث ہے سنن ابن ماجہ کتاب الزہد سے لی گئی ہے۔ اس میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ لوگوں میں سے سب سے افضل کون ہے۔ فرمایا مخموم القلب اور صدوق اللسان۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صدوق اللسان کو تو ہم پہچانتے ہیں جس کی زبان سب سے زیادہ سچی ہے یعنی آنحضرت ﷺ۔ یہ بات تو سمجھ آ گئی کہ صدوق اللسان کون ہے لیکن مخموم القلب سے کیا مراد ہے، اس کی ہمیں سمجھ نہیں آئی۔ یہ ایک ایسی اصطلاح تھی جو آنحضرت ﷺ نے خود ایجاد فرمائی تھی۔ فرمایا وہ متقی اور پاکباز جس میں نہ گناہ ہو، نہ سرکشی ہو، نہ کینہ ہو اور نہ ہی حسد ہو اس کو مخموم القلب کہا جاتا ہے۔ متقی ایسا جس میں کوئی گناہ نہ ہو، کوئی سرکشی نہ ہو، کوئی کینہ نہ ہو، کوئی حسد نہ ہو۔ اگر آپ اپنے دل کو ایسا ہی پاک صاف دیکھتے ہیں اگر آپ کا دل ہر قسم کے کینے اور حسد سے پاک ہے تو آپ مخموم القلب ہیں اور یہ آنحضرت ﷺ کی تقویٰ کی ایک عظیم الشان تعریف ہے جس پر ہمیشہ نظر رہنی چاہئے۔

سنن دارمی کتاب الرقاق باب فی تقوی اللہ سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ حضرت ابوذرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا 'بے شک میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں' ظاہر بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس آیت کو جانتے تھے مگر تحریص کی خاطر، ایک دل میں تحریص پیدا کرنے اور حرکت پیدا کرنے کا ایک انداز بیان ہے۔ انسان توجہ سے سنے کہ ہاں دیکھیں وہ کونسی آیت نکلتی ہے۔ وہ آیت تھی "وَ مَن یَّتقِ اللّٰہ یَجعَل لَہٗ مَخرَجاً" جو بھی اللہ کا تقویٰ اختیار کرے گا اللہ اس کے لئے مخرج نکالے گا۔ مصیبتوں سے نکلنے اور مشکلات سے باہر آنے کا رستہ پیدا کر دے گا۔

اس آیت کریمہ کی طرف اس حدیث سے پہلے ان معنوں میں میری نظر نہیں تھی۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے جس شان سے اس آیت کو ابھار کے پیش کیا ہے اس سے سمجھ آتی ہے کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ جتنے بھی لوگ مصیبتوں میں مبتلا ہوں، بیماریاں ہوں یا کئی قسم کی چٹیوں نے ان کو گھیر رکھا ہو، مقدمات پھنسے ہوئے ہوں، خطرات میں گھیرے گئے ہوں، ہر قسم کی مصیبتوں سے انسان نکلنے کی خواہش رکھتا ہے اور ہر ایسی خواہش کے وقت دنیا کا سہارا اس کے سامنے آتا ہے۔ دنیا میں کوئی نہ کوئی ایسا انسان یا کوئی نہ کوئی ایسا جتھہ ہوتا ہے جو ان مشکلات اور مصیبتوں سے نکلنے میں اس کی مدد کر سکتا ہے اور ہمیشہ پہلے ان کا خیال آیا کرتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کریمہ کو اس موقع کے لئے پیش فرمایا ہے کہ ہر ایسے وقت میں جب تم مصیبتوں سے آزمائے جاؤ یا تمہارے دل کی تمنائیں اور خواہشات کے پورا ہونے کے لئے تمہیں بعض دنیا کے بڑے بڑے آدمی دکھائی دے رہے ہوں اگر ان کو بالکل نظر انداز کر دو اور کلیۃً خدا پر انحصار فرماؤ تو یاد رکھو کہ اللہ اس قابل ہے یا طاقت رکھتا ہے کہ تمہیں ہر ایسی مشکل سے نجات بخشے۔ پس اس سے بڑا گُر اور کیا ہو سکتا ہے جو ہمیں سکھا دیا گیا۔

ہر مصیبت، ہر ضرورت، ہر خواہش کو جو نیک خواہش ہو پورا کرنے کے لئے اس آیت کے مضمون کو پیش نظر رکھیں۔ **ایسے وقت میں جبکہ تقویٰ آزمایا جاتا ہے اس وقت ثابت رہیں، اس وقت تقویٰ کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور یقین کریں کہ اللہ تعالیٰ ضرور ایسے شخص یا ایسی قوم کی حالت بدل دیا کرتا ہے۔** پس احمدی افراد ہوں یا بحیثیت جماعت کل جماعت احمدیہ ہو ہر ایک کو میں محمد رسول اللہ ﷺ کے الفاظ میں ترقی کا یہ گُر بتاتا ہوں۔ اپنی تجارتوں میں، اپنی ضرورتوں میں ہمیشہ اس بات کو پیش نظر رکھیں، آپ یقین رکھیں ایک ذرہ بھی اس میں تزلزل نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ضرور آپ کا ہاتھ تھام لے گا اور آپ کو پہلے سے بڑھ کر عظیم الشان ترقیات عطا فرمائے گا۔

ایک اور حدیث مسند احمد بن حنبل جلد ۳ صفحہ ۲۶۶ مطبوعہ بیروت سے لی گئی ہے۔ حضرت علیؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا 'جسے یہ بات پسند ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے' اب کسے یہ بات پسند نہیں کہ اس کی عمر دراز کی جائے سوائے ان مصیبت زدہ لوگوں کے جو بعض دفعہ موت کی دعائیں کرتے ہیں۔ اللہ ان کی حالت پر بھی رحم فرمائے۔ یہ عمومی نصیحت ہے کہ 'جسے یہ بات پسند ہو کہ اس کی عمر دراز کی جائے، اس کے رزق میں فراخی پیدا کی جائے اور اس سے اذیت ناک موت دور کی جائے تو اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرے اور اپنے رحمی تعلقات کو استوار کرے'۔

رحمی تعلقات کے معاملے میں ابھی تک جماعت محتاج ہے کہ اسے بار بار نصیحت کی جائے۔ رحمی تعلقات میں رخنے کی بہت سی خبریں آتی رہتی ہیں اور میرے دل کو بہت زخم پہنچاتی ہیں۔ بار بار ہر نکاح کے موقع پر جن آیات کی تلاوت کی جاتی ہے وہ رحمی تعلقات کی طرف آپ کو توجہ دلاتی ہیں مگر یہی وہ بات ہے جو آپ سب تو نہیں مگر بعض ایسے ہیں جو بھول جاتے ہیں اور اس کے نتیجے میں معاشرے میں بہت تکلیف پھیلتی ہے۔ **پس رحمی تعلقات کی حفاظت کریں یہ بھی آنحضرت ﷺ نے تقویٰ کی شرط قرار دی ہے۔**

اب دو حدیثیں اور ہیں جو آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک جامع الترمذی کتاب العلم سے لی گئی ہے حضرت عرباض بن ساریہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک روز نماز فجر کے بعد ہمیں ایک بڑا

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

پر اثر وعظ فرمایا جس کے سننے سے آنکھیں بہہ پڑیں اور دل لرز اٹھے۔ اس پر ایک شخص نے کہا یہ تو بچھڑنے والے کا وعظ ہے۔ بے اختیار بولا کہ جس رنگ میں آنحضرت ﷺ یہ نصیحت فرما رہے ہیں آپ ہمیں چھوڑ کر جانے والے ہیں۔ کیسا دردناک فقرہ ہے، یہ تو ایک بچھڑنے والے کا وعظ ہے۔ پس چونکہ وہ سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ چھوڑ کر جانے والے ہیں اس نے عرض کیا یا رسول اللہ فرمایئے آپ ہمیں کیا نصیحت کرتے ہیں۔ فرمایا میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ بچھڑنے والے کی یہی ایک نصیحت ہے، یہی وہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اللہ کا تقویٰ تم میں دیکھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مضمون کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

جب آوے وقت میری واپسی کا ☆ یہ ہو میں دیکھ لوں تقویٰ سبھی کا

دیکھیں، آپ نے کس طرح ایک ایک قدم حضرت اقدس محمدؐ رسول اللہ کی پیروی کی ہے۔ وہی مضمون ہے جس کو اردو میں دوہرایا جس کو آنحضرت ﷺ نے اس وقت بیان فرمایا کہ مجھ سے پوچھتے ہو کیا نصیحت، جانے والے کی کیا نصیحت ہے؟ میں تمہیں اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں۔

اور پھر فرمایا "اور سننے اور اطاعت کرنے کی نصیحت کرتا ہوں خواہ ایک حبشی غلام کی کرنا پڑے۔ یاد رکھو تم میں جو بھی زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا۔ بدعات سے بچنا کیونکہ یہ گمراہی ہے۔ تم میں سے جو وہ زمانہ پائے اسے چاہئے کہ میری اور خلفائے راشدین مہدیین کی سنت اپنائے اور اس پر سختی سے کاربند ہو جائے"۔

ایک حدیث حضرت وابصہ بن معبد ؓ سے مروی ہے۔ یہ مسند احمد بن حنبل سے لی گئی ہے۔ حضرت وابصہ بن معبد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب میں آیا ہوں تو پیشتر اس کے کہ میں زبان کھولتا آنحضور ﷺ نے فرمایا، "کیا تُو نیکی کے متعلق مجھ سے پوچھنے آیا ہے؟ یا تو اس کی باتیں رسول اللہ ﷺ تک پہنچی ہونگی یا خدا نے یہ خبر دی ہوگی کہ اس وقت یہ شخص اس نیت سے آیا ہے۔ جو بھی صورت ہو آنحضور ﷺ نے پہل فرمائی۔ پیشتر اس کے کہ وہ زبان کھولتا فرمایا، 'کیا تو نیکی کے متعلق مجھ سے پوچھنے آیا ہے۔ اپنے دل سے پوچھ۔ نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل اور تیرا جی مطمئن ہو جائے'۔ یہ ایک بہت ہی پیاری تعریف ہے۔

'جس پر دل مطمئن ہو جائے' اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ گناہ کا ارادہ کر کے اس پہ اطمینان پکڑے۔ گناہ سے دل مطمئن ہو ہی نہیں سکتا۔ جوں جوں گناہ کی عادت پڑتی جاتی ہے دل مرتا تو جاتا ہے مطمئن نہیں ہوا کرتا۔ تقویٰ اللہ سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔ اور نیکی وہی ہے جس پر دل اطمینان پا جائے اور تسلی ہو کہ ہاں میں اچھا کام کر رہا ہوں۔ "گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تیرے لئے اضطراب کا موجب بنے خواہ لوگ اس کے حق میں تجھے کیسے ہی فتوے کیوں نہ دیں"۔ پس آنحضرت ﷺ نے تقویٰ اور نیکی کی پہچان کو ہمارے لئے دیکھیں کتنا آسان کر دیا ہے۔ ہر شخص جو کسی دوسرے سے پوچھنا چاہتا ہے کہ بتاؤ وہ نیکی کا کیا رستہ ہے وہ اپنے دل پر نگاہ ڈالے اور ہر وہ فعل جس سے اس کا دل مطمئن ہو کہ ہاں یہی خدا کی رضا ہے وہ کرے اور باقی سب باتوں کو چھوڑ دے اور ہر اس بات سے پرہیز کرے جس کے نتیجے میں دل میں ایک اضطراب سا پیدا ہو جائے، بے چینی سی پیدا ہو جائے اور انسان اسے زبردستی دبانے کی کوشش کرے۔ یہ دل کا فتویٰ نصیب ہو جائے تو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ دوسروں کے فتوے کی ذرہ بھی پرواہ نہ کرو۔ وہ جو مرضی فتوے دیتے پھریں ان کی کوئی حقیقت نہیں، اصل فتویٰ وہ ہے جو دل سے اٹھے۔

اب میں دو تین اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آج چونکہ جمعہ بھی ہے اور چند باتیں اور بھی کرنے والی ہیں اس لئے آج کا یہ خطبہ نسبتاً مختصر رہے گا۔ میری کوشش ہوگی کہ ایک گھنٹہ یا اس کے لگ بھگ یہ خطبہ ختم ہو جائے یعنی نماز سمیت۔ تھوڑا سا وقت اوپر لوں گا۔ اور اب میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند سادہ اقتباس آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

فرماتے ہیں "انسان کی تمام روحانی خوبصورتی تقویٰ کی تمام باریک راہوں پر قدم مارنا ہے"۔ ایک خلاصے میں یہ کیسی پیاری بات فرما دی۔ جتنی باریک راہوں پہ قدم مارو گے اتنا زیادہ تمہیں روحانی خوبصورتی نصیب ہوگی۔ "تقویٰ کی باریک راہیں روحانی خوبصورتی کے لئے لطیف نقوش اور خوشنما خدوخال ہیں"۔ یعنی جتنی باریکی سے تم تقویٰ پر عمل کرو گے یہ حسین اور دلکش نقوش ہیں جو تمہارے روحانی وجود کے بنتے چلے جائیں گے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں روحانی خزائن رسالہ الوصیت سے (یہ اقتباس) لیا گیا ہے۔ "خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئے۔ وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے تمام باغ سیراب کر دیتا ہے۔ تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے"۔ ہیچ یا پیچ جس طرح بھی اس کو پڑھتے ہیں، مطلب ہے اس کی کوئی بھی حیثیت نہیں۔

"اگر وہ باقی تو سب کچھ باقی ہے۔ انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا"۔ اس فضولی سے کیا فائدہ، کتنا پیارا اظہار ہے۔ ایک لفظ 'فضولی' میں ساری زندگی جو انسان زبانی جمع خرچ میں گزار دیتا ہے اس کو دھتکار دیا اور بے معنی کر دیا۔ اس فضولی سے کیا فائدہ۔ خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدم صدق نہیں رکھتا۔ جو دعویٰ کرتا ہے اس کا قدم اس کی سچائی کا قدم آگے بڑھا کرتا ہے اور اس کا ہر آنے والا دن پہلے سے بہتر ہوا کرتا ہے۔ پھر فرمایا "یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہو۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑ ضائع نہیں ہوگی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہوگا"۔ (روحانی خزائن)

اب میں آپ کے سامنے کچھ اور امور رکھتا ہوں جیسے کہ میں نے عرض کیا تھا کہ آج کا خطبہ نسبتاً چھوٹا ہوگا اور پھر مصافحہ بھی ہے اور پھر ہم نے جمعہ کی بھی تیاری کرنی ہے۔ پھر جمعہ کے بعد عید کے لئے سب نے ادھر ادھر پھیل جانا ہے۔ تو ان امور کے پیش نظر آج یہ خطاب مختصر ہوگا۔

ایک بات جو میں کہنی چاہتا تھا، ان میں سے اب ایک بات میں خصوصیت سے کہنی چاہتا ہوں کہ گیمبیا سے متعلق ایک ضروری اعلان کروں گا۔ جب تک میرا اعلان پوری طرح نہ سن لیں جلدی میں کوئی فیصلہ نہ کریں۔ جب میں بات ختم کروں گا پھر آپ تک ساری بات پہنچ جائے گی۔

کچھ عرصے سے گیمبیا کی حکومت میں ایک نمایاں تبدیلی دکھائی دے رہی ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے ان کے دل کا کیا حال ہے لیکن جو باتیں ان کی طرف سے ہمیں پہنچ رہی ہیں وہ مختلف سمتوں سے ایک ہی قسم کی باتیں ہیں۔ ہمارے بعض مربیان کو، ہمارے نائب امیر کو اور بعض دوسرے دوستوں کو وہاں کے بڑے بڑے صاحب اختیار لوگوں نے بلایا اور بڑے پیار سے بات سمجھائی۔ وزیر تعلیم جو ایک خاتون ہیں انہوں نے کہا کہ پرانی سب باتوں کو بھول جاؤ اور جو لوگ یہاں سے باہر نکلے ہیں سارے واپس آجائیں ہم خیر مقدم کریں گے اور ہمیں جو شکوہ تھا داؤد حنیف کی باتوں کا وہ بھی بھول جائیں اس کی کوئی حیثیت نہیں رہی۔ اب تو داؤد حنیف اگر یہاں آئیں تو ان کو گلے لگا لوں گی۔ اب داؤد حنیف صاحب کا فیصلہ ہے کہ وہ گلے لگنے کی خاطر وہاں پہنچتے ہیں یا نہیں لیکن ان کی طرف سے بہرحال کھلے ہاتھوں سے یہ اعلان ہے کہ داؤد حنیف تک کو اگر ہم گلے لگا سکتے ہیں تو باقی جماعت کا اندازہ کر لو کیا حال ہوگا۔ داؤد حنیف کے مباہلے کے چیلنج کی وجہ سے ان کو کچھ غلط فہمی ہوئی تھی اور صدر محترم نے اس کا اعلان بھی جگہ جگہ کیا۔ وہ یہ سمجھتے رہے کہ مباہلے کا مطلب یہ ہے جو داؤد حنیف نے بھیجا ہے کہ تم برباد ہو جاؤ، تمہاری قوم برباد ہو جائے نعوذ باللہ من ذالک۔ ان بے چاروں کو

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . *the worldclass fabric manufacturers*

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholsaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

مباہلے کی سمجھ ہی کوئی نہیں اس لئے وہ بے وجہ اشتعال میں آ بیٹھے تھے۔ ان کو تو صرف یہ کہا گیا تھا کہ جو مُلّاں کہتا ہے کہ جماعت احمدیہ یہ ہے اگر آپ کو بھی پورا یقین ہے کہ یہی ہے تو پھر آپ چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے جھوٹوں پر لعنت طلب کریں۔ اب اس میں ان کی کون سی گستاخی تھی۔ ان کو اختیار دیا گیا تھا کہ اگر آپ کا اصرار ہے ان باتوں پر تو آپ چاہیں تو اللہ سے جھوٹے کے اوپر لعنت ڈلوادیں۔ اور گیمبیا ملک پر لعنت ڈالنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارا اپنا پیارا ملک ہے اس کے عوام ہمارے پیارے عوام ہیں، ہمیشہ ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ اس لئے اس غلط فہمی میں ملک میں ڈھنڈورا پیٹتے رہے کہ دیکھو یہ انہوں نے ہمارے ملک کے لئے بددعا دی ہے۔ یہ ان کی سادگی ہے ان کو پتہ نہیں کہ مباہلہ کیا ہوتا ہے۔ تو اب جبکہ بات سمجھ آگئی ہے معلوم ہوتا ہے اس وجہ سے داؤد حنیف کو بھی معاف کر دیا ہے لیکن اس کے باوجود میں جو بات اب کھولوں گا اس کا آخری نتیجہ آپ کے سامنے میں ایک اور نکالوں گا۔ باوجود اس کے کہ ان کے دلوں میں نمایاں تبدیلیاں دکھائی دے رہی ہے، باوجود اسکے کہ میجر بوجنگ صاحب نے بھی ہمارے مبلغین کو صاف صاف اور ہماری جماعت کے نمائندوں کو صاف صاف کہا ہے کہ ہمارے دل میں ایک ادنیٰ بھی پرانا خیال باقی نہیں رہا۔ ہم آپ کے سب ڈاکٹروں، سب اساتذہ کو، سارے عملے کو دعوت دیتے ہیں کہ واپس آجائیں۔ جو مبلغین ہیں وہ بھی آکے کام کریں۔ لیکن ایک چھوٹا سا پیچ اس میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ بطور اساتذہ واپس آئیں۔ یہ مجھے منظور نہیں۔ یہ قطعی بات ہے۔ یہاں تک انہوں نے کہا کہ اس عید پر ہم دونوں مشترکہ اعلان کریں گے، گیمبیا کی حکومت اور جماعت احمدیہ، کہ اے اہل گیمبیا تم لوگوں کو یہ تحفہ دیا جارہا ہے کہ اب جماعت احمدیہ کے سارے نکلے ہوئے واپس آرہے ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس صورت میں میں عید پر یہ اعلان ان کے ساتھ مشترکہ طور پر نہیں کر سکتا۔

اب ایک ہی صورت ہے کہ حکومت گیمبیا کھلے بندوں یہ وضاحت کے ساتھ اعلان کرے اور ہمیں اس کی تحریر بھیج دے کہ آپ کے اوپر اور آپ کے مبلغین کے اوپر اگرچہ اندرون خانہ کوئی پابندی نہیں ہے مگر ہم کھل کر کہہ رہے ہیں اب، ساری دنیا کو سنا کر کہہ رہے ہیں کہ ہرگز ان پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ اگر یہ پابندی اس جرأت سے اٹھائی ہے جس کو مولوی پاکستان میں اچھالتے پھرتے ہیں تو پھر ہم اس بیان کا خیر مقدم کریں گے اور میں کوشش کروں گا کہ ان نکلے ہوؤں میں سے جتنے بھی واپس آسکتے ہوں واپس آجائیں مگر اس تاخیر کی ذمہ داری ہم پر نہیں آپ پر ہے۔ جو لوگ بھی گیمبیا سے نکلے وہ اللہ کے فضل سے نکالے نہیں گئے، از خود نکلے ہیں لیکن حالات کو بھانپ کر۔ پیشتر اس کے کہ حکومت یہ فیصلہ کرتی کہ ان کو الزام لگا کر نکالا جاتا اللہ کی حکمت بالغہ نے ان کو ویسے ہی نکال لیا۔ جن ملکوں میں گئے ہیں انہوں نے خیر مقدم کیا ہے، اتنی محبت سے پیش آئے ہیں کہ انسان حیران رہ جاتا ہے۔ ہر طرح سے ان کا خیال رکھا ہے، ان کو اپنایا ہے، ان کی خواہش کے مطابق ان کی تقرریاں کی ہیں اور ہمیشہ کے لئے ویزے جاری کر دئے ہیں۔ اب ان لوگوں سے ہم کیسے ان اپنے بھیجے ہوؤں کو نکال لیں یہ ان سے زیادتی ہوگی۔ بلکہ بعض صورتوں میں صریحاً ظلم ہوگا کہ مصیبت کے وقت تو وہ ہمارا خیر مقدم کریں اور جب مصیبت وہاں سے ٹل جائے تو ہم ان کو اچانک نکال کے واپس لے جائیں۔

اس لئے یہ بات میں گیمبیا والوں کے ذہن نشین کرانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک نکلے ہوؤں کے واپس آنے کا تعلق ہے ہم ان حکومتوں کی منت کر کے ان سے اجازت ضرور مانگ سکتے ہیں کہ ان کو واپس گیمبیا جانے کی اجازت دے دیں۔ اگر شرح صدر کے ساتھ ان حکومتوں نے اجازت دی تو پھر یہ جائیں گے ورنہ نہیں جائیں گے۔ اور اگر اجازت دی تو پھر بھی سارے نہیں جا سکیں گے کیونکہ بہت ایسے ہیں جن کو ہم نے دوسرے ملکوں کے بعض ہسپتالوں میں، بعض دوسری جگہوں پر اس طرح کھپا دیا ہے کہ اب ان کا وہاں سے نکلنا ممکن نہیں رہا۔ پس تاخیر کی وجہ سے ان لوگوں کی واپسی میں جو روکیں حائل ہو رہی ہیں ان میں جماعت احمدیہ کا ادنیٰ سا بھی قصور نہیں۔ لیکن یہ اعلان میں عید کے تحفے کے طور پر ضرور کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ گیمبیا جن کے سپرد ہم نے تمام ہسپتال کر دئے ہیں، جماعت احمدیہ گیمبیا جن کے سپرد ہم نے تمام سکول اور کالج کر دئے ہیں وہ اب ان کی مالک ہے۔ ان کو دوبارہ جاری کرنے کی راہ میں جو دقتیں ہیں ہم انشاء اللہ ان کی مدد کریں گے۔

ہمارے نزدیک گیمبیا کی ضرورت جائز ہے کہ احمدی ان کی خدمت کریں۔ پس افریقہ کے ممالک کے احمدی یا بعض دوسری جگہوں کے احمدی جو نکلے ہوئے نہیں ہیں، ویسے ہیں ان کو دوبارہ گیمبیا کے ہسپتالوں اور سکولوں میں لگانے کے وقت خرچ زیادہ اٹھے گا کیونکہ وہ واقفین جو نکل چکے ہیں ان کی باتیں ہی الگ ہیں۔ ایسے تو تم چراغ لے کر ڈھونڈو تو ساری دنیا میں نہیں ملیں گے۔ مگر اب بھی افریقہ کے ممالک کے یا بعض دوسرے ممالک کے ایسے احمدی جن کو گیمبیا قانوناً قبول کرتا ہے ان کے لئے میں زائد اخراجات مرکز کی طرف سے مہیا کر دوں گا اور گیمبیا کی جماعت کو یہ کھلی چھٹی ہے وہ جس قیمت پر بھی یہ فنی ماہرین مہیا ہوتے ہوں اس قیمت پر ان کو قبول کریں۔ میں جانتا ہوں وہ غریب جماعت ہے لیکن ساری دنیا کی عالمی جماعت تو غریب نہیں ہے۔ ہم اس سلسلہ میں ان کی ہر ممکن مدد کریں گے اور یہی وہ تحفہ ہے جو میں اس عید پر اہل گیمبیا کو دے رہا ہوں۔

اب اس کے بعد ہم انشاء اللہ مصافحہ کریں گے کچھ عرصے کے لئے اور پھر آج کا یہ حصہ عید کا ختم ہو جائے گا اور انشاء اللہ پھر جمعہ کی تیاری کریں گے ٹھیک ایک بجے مختصر خطبہ ہوگا جس طرح پچھلے سال ہوا تھا۔ وہ (عام) گھنٹے والا جمعہ نہیں۔ چند نصیحتیں ہونگی پھر ہم چھٹی لیں گے۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا، "اب دعا ہوگی جس میں تمام عالمی جماعتیں شامل ہو سکتی ہیں کیونکہ یہ باقاعدہ عبادت نہیں ہے، ایک دعا ہے"۔ (اس کے بعد مصافحے سے متعلق منتظمین سے استفسار کے بعد فرمایا) "چند منٹ کے لئے خواتین کی طرف ان کو سلام کرنے کے لئے جاؤں گا اور اس عرصے میں آپ لوگ صف بندی کا انتظام کرلیں۔ پھر تیزی کے ساتھ مصافحہ ہوگا اور دوست گلے لگنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ گلے لگنا بڑا اچھا لگتا ہے مگر موقع محل کے مطابق۔ اس لئے بعض لوگ جو زبردستی گلے لگنے کی کوشش کرتے ہیں ان سے میری منت ہے، درخواست ہے کہ اپنے اوپر ضبط کریں اور وقت کو دیکھیں، پہچانیں، وقت بہت تھوڑا ہے۔ مجھے بہرحال جس حد تک ممکن ہے تیزی سے گزرنا ہے۔ مصافحہ کریں اور مجھے اجازت دیتے چلے جائیں۔ بعض لوگ گلے تو نہیں لگتے مگر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ پکڑ کے بیٹھ جاتے ہیں۔ یوں چھہ ڈال لیتے ہیں کہ آدمی ہل نہیں سکتا اور پھر آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے اپنی باتیں شروع کر دیتے ہیں۔ ان جاپھیوں کو بھی میں درخواست کر رہا ہوں کہ ہرگز میرے ہاتھوں کو چھا نہیں ڈالنا۔ اب دعا کے بعد خواتین میں جائیں گے پھر یہاں اتنی دیر میں آپ تیار ہو جائیں۔ آیئے اب دعا کرلیں"۔ (اس کے بعد حضور نے ہاتھ اٹھا کر دعا کروائی اور دعا کے بعد مختلف احباب کی طرف سے ملنے والے مبارکباد کے پیغامات کے سلسلے میں حضور انور نے فرمایا):

"آپ کو اور تمام دنیا کی جماعتوں کو عید مبارک ہو۔ اللہ ہر لحاظ سے عید ہم سب کے لئے مبارک فرمائے۔ جن لوگوں نے عید کی مبارک کے پیغام بھیجے ہیں ان کو میں اسی موقع پر خیر مبارک کا پیغام دے رہا ہوں۔ یہ ناممکن ہے ہمارے لئے کہ اب ان عید مبارک کے پیغاموں کا فرداً فرداً جواب دے سکیں۔ اور بے انتہا کام ہیں۔ اور اگر یہ بھی کام ہمارا عارضی دفتر، جو والنٹرز پہ مشتمل ہوا کرتا ہے، وہ سنبھالے تو کئی مہینے لگ جائیں گے۔ اس لئے آپ سب کی طرف سے جو عید مبارک کا پیغام ملتا ہے میں اس کو خود دیکھتا ہوں اور دل سے میرے خیر مبارک اٹھتی ہے یہی کافی ہے۔ اب کسی خط کا انتظار نہ کریں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

☆......☆......☆......☆......☆

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

ہوئے فرمایا کہ "ہر ایک اپنے آرام پر اپنے بھائی کے آرام کو ترجیح دیوے۔ اللہ تعالیٰ سے ایک سچی صلح پیدا کرلو اور اس کی اطاعت میں واپس آجاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے اور اس سے بچنے والا وہی ہے جو کامل طور پر اپنے سارے گناہوں سے توبہ کر کے اس کے حضور میں آتے ہیں"۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سارے گناہوں سے توبہ کر کے خدا کے حضور آجانے والوں کے شیطان قریب بھی نہیں پھٹکتا۔ وہ وہیں آتا ہے جہاں اسے تھوڑی سی گنجائش مل جاتی ہے۔ جب خدا کو مقدم رکھا جاوے تو برکات کا نزول ہوتا ہے۔ حضور علیہ السلام نے توبہ واستغفار کی کثرت اور دعا "رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا ...... الخ" کثرت سے پڑھنے کی بھی تاکید فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج بھی شیطان سے جنگ کے وقت ہر انسان کو اس آیت کی پناہ میں آنا ہوگا۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک اور اقتباس پیش کیا جس میں حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں۔ ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آج کا انسان بھیڑوں بکریوں کی طرح ذبح ہو رہا ہے۔ بعض دفعہ ایک بھیڑ کے ذبح ہونے پر لوگوں کو فکر ہوتی ہے مگر انسانوں کے ذبح ہونے پر کوئی فکر کوئی پرواہ نہیں کی جاتی تو وہ خدا ان کی کیسے پرواہ کرے گا جو خدا کے بندوں کی پرواہ نہیں کرتے اور ایسے زندگی گزار رہے ہیں کہ انہیں کچھ احساس نہیں کہ خدا کے بندوں پر کیا کیا ظلم ہو رہے ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چاہئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ تا کہ کسی وبا یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ ایسا مضمون ہے جس کو جماعت کے مخلصین کے حالات پر نظر ڈال کر سمجھا جا سکتا ہے۔ اس طرح حضور علیہ السلام کے ایک ارشاد کے حوالہ سے حضور نے جماعت کو تمسخر اور ٹھٹھے سے گفتگو کرنے سے پرہیز کی طرف توجہ دلائی اور لطیف پاکیزہ مزاح اور تمسخر اور استہزاء کے کلام میں فرق واضح فرمایا اور بتایا کہ تمسخر اور سفاہت کی باتیں ہمیشہ فساد پیدا کرتی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ پس اپنے مقام میں رہتے ہوئے ان باتوں کی طرف سفر شروع کریں جن پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو دیکھنا چاہتے ہیں۔

☆......☆......☆

"آئندہ صدی کی تیاری کے سلسلے میں ایک بہت ہی اہم تیاری کا تعلق واقفین نو سے ہے"

"اگر ہم ان (واقفین نو) کی پرورش اور تربیت سے غافل رہے تو خدا کے حضور مجرم ٹھہریں گے"

"والدین کو چاہئے کہ ان (واقفین نو) بچوں کے اوپر سب سے پہلے خود گہری نظر رکھیں"

(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

پاکستان کے احمدیوں کی

ممتاز قابل رشک خدمات

(پروفیسر راجہ نصراللہ خان۔ ربوہ)

(دوسری قسط)

میدان جنگ کے ہیرو

ہندوپاکستان کے درمیان ۱۹۶۵ء میں کشمیر کے تنازعہ پر جو لڑائی ہوئی اس میں پاک فوج نے جرأت و بہادری اور کامرانی کے نئے نئے باب رقم کئے اور پاکستانی قوم نے ہر لحاظ سے اپنی شیر دل افواج کے حوصلے بڑھائے۔ پوری قوم لاالہ الااللہ محمد رسول اللہ کے نعرے اور یقین پر سیسہ پلائی دیوار بن گئی اور دشمن کے چھکے چھڑا دئے۔ اس جنگ میں دو احمدی افسروں نے حیرت انگیز کارنامے دکھائے جن کا پورے ملک میں چرچا ہوا۔ یہ دو عظیم اور دلیر بھائی میجر جنرل اختر حسین ملک اور بریگیڈئیر عبدالعلی ملک تھے۔ بعد میں دونوں لفٹیننٹ جنرل کے اعلیٰ عہدے پر پہنچے۔ دونوں بھائیوں نے سن پینسٹھ کی جنگ میں عظیم فوجی اعزاز ہلال جرأت حاصل کیا جو فوج میں نشان حیدر کے بعد دوسرا بڑا اعزاز ہے۔

محاذ کشمیر کا ہیرو اختر حسین ملک

آپ کے سپرد آپریشن جبرالٹر اور محاذ کشمیر کی ڈیوٹی تھی۔ آپ نے نہ صرف یہ کہ دشمن کو مار بھگایا بلکہ حیرت انگیز رفتار کے ساتھ پیش قدمی کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر میں فوجی اہمیت کے مشہور مقام چھمب اور پھر جوڑیاں بھی فتح کر لیا۔ یہ کارنامہ کس قدر عظیم تھا اس کے لئے مشہور صحافی اور قلمکار شریف فاروق کی کتاب "پاکستان میدان جنگ میں" ہماری رہنمائی کرتی ہے۔ یہ کتاب ۱۹۶۵ء کی جنگ کے چند ماہ بعد جنوری ۱۹۶۶ء میں منظر عام پر آئی اور اسے ایک مستقل تاریخی دستاویز کی حیثیت حاصل ہے۔ متذکرہ کتاب کے صفحہ ۱۱۳ پر جناب شریف فاروق چھمب اور جوڑیاں کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"چھمب پر قابض ہونے کے بعد پاکستانی فوجوں نے کسی مقابلہ کے بغیر دریائے توی عبور کر لیا۔ اس کے بعد وہ برق رفتاری سے بھارت کے مضبوط گڑھ جوڑیاں کی طرف بڑھنے لگیں۔ چھمب سیکٹر میں پاکستان کے حملہ کو فوجی زبان میں عظیم تباہ کن حملہ (Grand Slam) کا نام دیا گیا اور یہ واقعی تباہ کن ثابت ہوا۔ یعنی بھارتی فوج کو چھمب سیکٹر میں مکمل تباہی سے ہمکنار کر دیا گیا"۔

(ب)...... مسلمان قوم کی یہ بدقسمتی ہے کہ وہ بسا اوقات اپنے سچے بہی خواہوں اور محسنوں کے خلاف بغض و کینہ اور تعصب سے کام لینے لگتی ہے۔ یہی کچھ جنرل اختر ملک کے ساتھ ہوا۔ چنانچہ ممتاز حسین شاہ ایڈووکیٹ اپنی کتاب "آمریت کے سائے" کے صفحہ ۷۷ پر تحریر کرتے ہیں:

"چھمب جوڑیاں سیکٹر کی منصوبہ بندی جنرل اختر ملک نے کی تھی یہ اس کامیاب منصوبہ بندی کا نتیجہ تھا کہ پاک فوج بڑی آسانی اور نہایت کامیابی کے ساتھ اکھنور کے اطراف میں پہنچ گئی اور اس نے بھارت کی دو ڈویژن فوج کو گھیرے میں لے لیا۔ عین اس وقت جب پاک فوج اکھنور پر قبضہ کی تیاریاں کرنے میں مصروف تھی، پاک فوج کی ہائی کمان نے جنرل اختر حسین ملک کو واپس بلا لیا اور ان کی جگہ یحیی خان کو سیکٹر کمانڈر بنا کر بھیج دیا۔ اس طرح اکھنور پر قبضہ کرنے کے منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔ بقول شاعر ؎

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

جنرل اختر ملک کو چھمب جوڑیاں سیکٹر سے صرف اس لئے ہٹایا گیا کہ آپ کا تعلق قادیانی جماعت سے تھا اور پاک فوج کے جنرل اتنی بڑی کامیابی کا کریڈٹ ایک قادیانی جرنیل کو نہیں دینا چاہتے تھے"۔ (آمریت کے سائے صفحہ ۸۸)

(ج)...... تھوڑا عرصہ قبل ماہنامہ "حکایت" کے سالنامہ (فروری ۱۹۹۷ء) میں "کرنل اور کشمیر کی کہانی" کے عنوان سے کرنل صدیق راجہ کا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے۔ انٹرویو خود مدیر حکایت جناب عنایت اللہ نے لیا اور وہ کرنل صدیق راجہ کے تعارف میں لکھتے ہیں:

محترم جنرل اختر حسین ملک صاحب ہلالِ جرأت

"کرنل صدیق راجہ پاک فوج کے ان مجاہدین میں سے ہیں جنہوں نے کشمیر کی پہلی جنگ (48-1947) لڑی تھی۔ اور جو اس جنگ کی فائر بندی کے خلاف تھے"۔ متذکرہ انٹرویو کے آخری حصہ میں درج ہے:

"کرنل صدیق راجہ نے وہ زبردست کمانڈو آپریشن یاد دلایا جو کشمیر میں کیا گیا تھا اور جسے آپریشن جبرالٹر کا نام دیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ایوب خان کی بزدلی نے اتنے کامیاب آپریشن جبرالٹر سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ پاک فوج کو نہ دیا اور بے وقت ستمبر ۶۵ء کی جنگ کی فائر بندی قبول کر لی اور تاشقند جا کر ہندوؤں کے آگے گھٹنے ٹیک دئے...... پاک فوج اور آزاد کشمیر فوج نے چھمب سیکٹر سے انڈین آرمی کو بھگایا اور برق رفتار پیشقدمی کرتی گئی۔ دو تین دن بعد اکھنور پر قبضہ ہو جاتا اور پورے کا پورا کشمیر سیل (Seal) یعنی سربمہر ہو جاتا۔ اس کے اندر تمام انڈین آرمی ہماری قیدی ہوتی لیکن ایوب خان نے اس کامیابی کو تباہ کرنے کے لئے اکھنور پہنچے سے پہلے ہی کمانڈ تبدیل کر دی اور ایک **شیر دل جرنیل اختر حسین ملک** کو جو واقعی بھی شیروں کی طرح دشمن پر جھپٹ جھپٹ کر آگے بڑھ رہا تھا پیچھے بھیج دیا اور ایک شرابی کبابی اور عیاش جرنیل یحیی خان کو اس کی جگہ آگے بھیجا"۔

(حکایت، سالنامہ فروری ۱۹۹۷ء صفحہ ۱۵۶)

☆......☆......☆

چونڈہ کا مرد میدان عبدالعلی ملک

کشمیر میں جنگ چھڑے چند روز ہی ہوئے تھے کہ بھارت نے ۶ر ستمبر ۱۹۶۵ء کو پاکستان کے خلاف کئی محاذ کھول دئے۔ ان محاذوں میں سے سب سے زیادہ خونریز لڑائی چونڈہ (سیالکوٹ) میں ہوئی جہاں جنگ عظیم کے بعد ٹینکوں کی سب سے بڑی لڑائی لڑی گئی۔ اس معرکے کی کمان جنرل اختر حسین ملک کے بھائی بریگیڈئر عبدالعلی ملک کے سپرد تھی۔ اس معرکے کی کچھ تفصیل پیش کی جاتی ہے:

محترم جنرل عبدالعلی ملک صاحب ہلالِ جرأت

(الف)...... معروف کشمیری قلمکار جناب کلیم اختر اپنے مضمون "۶ر ستمبر کی پاک بھارت جنگ کا پس منظر" مطبوعہ نوائے وقت ۶ر ستمبر ۱۹۹۰ء میں تحریر کرتے ہیں:

"سیالکوٹ میں چونڈہ کا تاریخی معرکہ ہوا جہاں ٹینک ٹینکوں سے ٹکرا گئے۔ اسی محاذ پر بریگیڈئر عبدالعلی اور کرنل جمشید خان نے جرأت و بہادری کی نئی تاریخ مرتب کی۔ یہ دونوں جیالے جنرل بنے اور پاکستان کی سرحدوں کے بہترین محافظ گردانے گئے"۔

(ب)...... جناب شریف فاروق کی کتاب "پاکستان میدان جنگ میں" کے صفحہ ۲۴۴ پر بریگیڈئر عبدالعلی ملک کے متعلق لکھا ہے کہ: "انہوں نے چونڈہ کے محاذ پر بھارتی ٹینکوں کے حملہ کو قبرستان میں تبدیل کر دیا"۔

ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

(ج)...... روزنامہ جنگ مورخہ ۱۲ر مئی ۱۹۹۷ء کے صفحہ ۷ پر جناب ای۔ اے۔ ایس۔ بخاری صاحب کا مضمون بعنوان "چونڈہ" شائع ہوا۔ مضمون کا آغاز ان الفاظ سے ہوتا ہے:

"اس میں تو کوئی شک نہیں کہ چونڈہ ایک زبردست معرکہ تھا اور ایک مرکزی مقام ہونے کے سبب سے اس جگہ کی بہت زیادہ اہمیت تھی۔ اور شاید ہندوستانی فوج اسے مرکز بنا کر گوجرانوالہ کے قریب جی ٹی روڈ کو کاٹنے کی لگن میں تھی اور اس لحاظ سے بریگیڈئر عبدالعلی جو کہ "محافظ چونڈہ" کہلاتے ہیں اور ۲۴ بریگیڈ کے کمانڈر ہیں خوب جانتے تھے اور یہ سچ ہے کہ اگر چونڈہ دشمن کے ہاتھ آجاتا تو سب کچھ دشمن کے ہاتھ آجاتا"۔

آگے چل کر صاحب مضمون بیان کرتے ہیں "جب جنگ کی شدت میں ذرا کمی ہوئی تو فیلڈ مارشل ایوب صاحب پسرور تشریف لائے اور انہوں نے افسروں سے خطاب کے دوران کچھ یہ الفاظ استعمال کئے.........:

"The Indians Attacked
but Ali was there"

"ہندوستانیوں نے حملہ کیا لیکن علی جو وہاں موجود تھا"

☆......☆......☆

(باقی آئندہ شمارہ میں)

بقیہ: مکتوب آسٹریلیا از صفحہ ۱۳

اعتراض کر دیا۔ مگر مشاہدہ سے یہی سچ ثابت ہوا ہے چنانچہ میں نے ایک بار ایک انڈے کو توڑا اور اس کو ایک برتن میں ڈال دیا۔ میں اس کے وسط میں ایک نقطہ دیکھتا تھا جو دل کی حرکت کی طرح حرکت کرتا تھا اور میں نے نہایت غور کے ساتھ جو دیکھا تو اس نقطہ سے مختلف جہات میں کچھ خطوط گئے ہوئے تھے۔ کوئی ان میں سے دماغ کی طرف تھا کوئی جگر کی طرف وغیرہ۔ غرض قرآن نے جو کچھ اس کی حقیقت بیان کی ہے وہ صحیح ہے"۔

(ملفوظات جلد ۲ صفحہ 90-389)

ایک اور قابل غور بات مسئلہ ارتقاء کے سلسلہ میں یہ ہے کہ سائنس دانوں کے نزدیک وہ اصل قوت (Force) جو ارتقاء کے عمل کو آگے بڑھاتی ہے وہ مطابقت پذیری یعنی Adaptation ہی ہے یعنی انواع ماحول (Environment) کے مطابق اپنے آپ کو زندہ رکھنے کی جدوجہد میں ڈھالتی رہتی ہیں۔ اور اس طرح وہ تبدیلیوں کے ذریعہ ترقی کرتی رہتی ہیں۔ ان کا مقصد اپنے آپ کو زیادہ محفوظ، مضبوط اور مستحکم کرنا ہوتا ہے۔ اس اصول کی روشنی میں اگر بندر کو دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو ماحول کے مطابق پہلے ہی خوب ڈھال چکا ہے اور انسان اس کے مقابلہ میں نازک تر ہے یعنی بندر کے مقابلہ میں اس کے جسم کی ساخت زیادہ پیچیدہ ہے۔ وہ زیادہ بیمار پڑتا ہے۔ وہ ماحول کی سختی گرمی سردی وغیرہ بھی اتنی برداشت نہیں کر سکتا اور نہ وہ ایسی غذا ہضم کر سکتا ہے جو بندر کر سکتا ہے۔ تو یوں بندر کو اپنی نوع کی بقاء کی غرض سے Adaptation کے اصول کے ماتحت انسان کی طرف اپنے آپ کو ڈھالنے کی کوئی حاجت نہ رہی لہذا خود فلسفہ ارتقاء کے تحت بھی بندر کو انسان نہیں بننا چاہئے تھا۔

خلاصہ کلام یہ کہ انسان کا بندروں کی کسی نوع سے کوئی تعلق نہیں جیسا کہ مذکورہ بالا تحقیق سے بھی یہی ثابت ہوا ہے۔ اور خدا کا کلام بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے۔

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔ (مینجر)

خلقِ محمدیؐ کا پیکر

مہدیٔ امت کی سیرت پر ایک روح پرور شہادت

(یوسف محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

حضرت پیر افتخار احمد صاحب ان خوش نصیب بزرگوں میں سے تھے جنہیں ایک لمبے عرصہ تک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدانما مجالس میں شامل ہونے اور حضورؑ کے مقدس شمائل کو ایک لمبے عرصہ تک بچشم خود قریب سے مشاہدہ کرنے کے بیشمار مواقع میسر آئے۔ آپ برصغیر کے نامور صحافی مرتاض اور ولی کامل الحاج حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی کے صاحبزادے تھے جو ۹ر جولائی ۱۸۹۱ء کو مہدی امت سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کے دست مبارک پر بیعت سے مشرف ہوئے۔ آپ ۱۸۹۲ء کو مع اہل و عیال قادیان آئے اور سرکاری سکول قادیان میں پانچ سال تک مدرس رہنے کے بعد لدھیانہ میں آگئے۔ بیچ میں سالانہ جلسوں میں قادیان کی زیارت کرتے رہے اور بالآخر ۱۹۰۲ء میں ہجرت کر کے مستقل طور پر حضرت مسیح موعودؑ کے قدموں میں آگئے اور حضور کے خطوط کی محرری اور ترسیل کا مقدس فریضہ بجا لانے لگے۔ آپ اپنے مفوضہ فرائض کو عاشقانہ انداز میں نبھاتے ہوئے دفتر پرائیویٹ سیکرٹری قادیان سے جنوری ۱۹۲۷ء میں ریٹائر ہوئے اور چھیالیس سال قبل ۳ر جنوری ۱۹۵۳ء کو انتقال کیا۔

حضرت پیر صاحب (رضی اللہ عنہ) **"حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حُسنِ خُلق"** کے دلکش اور دلربا عنوان سے تحریر فرماتے ہیں کہ:

"میری زبان میں وہ طاقت نہیں، میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں اس محبوب رب العالمین کے حسن خَلق اور حسن خُلق کا ذکر کر سکوں۔ مگر اس نادار بڑھیا کی طرح یوسف کے خریداروں میں شامل ہونے کے لئے اپنی ٹوٹی پھوٹی عبارت میں جو ہو سکتا ہے پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام خوبصورت، خوب سیرت، خوش شکل، خوش وضع، شکیل، ملیح، سفید گندمی رنگ۔ کشادہ عمودا پیشانی، درمیانہ بلند بینی، طاقتور، متناسب اور معتدل اعضاء تھے۔ بجز اسکے کہ حضور کے موئے مبارک حنا شدہ تھے بڑھاپے کی کوئی علامت نہ تھی۔ حضور شہزور نوجوان معلوم ہوتے تھے۔ حضور کی علالت طبع کا ہم کو پتہ لگ جاتا تھا۔ لیکن مجھے یاد نہیں کہ میں نے حضور کی آنکھ یا دانت کی تکلیف دیکھی یا سنی ہو۔ حضور کی نظر طاقت ور اور عینک کی حاجتمند نہ تھی۔ دور اور نزدیک کی نظر بہت اچھی تھی۔ حضور پلکیں جھکائے ہوئے نظر نیچی رکھتے تھے۔ حضور کو تھوڑی مقدار کھانا تناول فرمانے کے سوا کسی چیز کی عادت نہ تھی۔ حضور کا مزاج اس قدر معتدل تھا کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رومال یا زمین پر تھوک، کھنگار یا ناک صاف کرنے کی ضرورت ہو۔

حضور کی نشست و برخاست، رفتار، گفتار، حرکات سکنات میں بلا تصنع ایسی وجاہت تھی جیسے کوئی بلند مرتبت بادشاہ ہے۔ کوئی حضور کو پہلی نظر دیکھتا گرویدہ ہو جاتا۔ محبت سے بھر جاتا۔ مؤدبانہ رعب میں آجاتا اور سمجھ لیتا تھا کہ کوئی بڑا عالیشان انسان ہے۔ مخلوق الٰہی سے ایسی شفقت رکھتے تھے کہ قلوب محبت کے جوش سے بے اختیار حضور کی طرف کھنچے جاتے تھے۔ سر کے موئے مبارک سیدھے چھدرے حنا شدہ کانوں سے نیچے تک ہوتے تھے۔ اور ریش مبارک گنجان، سیدھی، دراز، حنا شدہ تھی۔ میں نے حضور کے موئے مبارک میں سفیدی کا اثر نہیں دیکھا۔ تفکرات اور کاروبار کے ہجوم میں بھی حضور کی صفائی، پاکیزگی میں کبھی فرق معلوم نہیں کیا۔ دنیادار لوگ مشکلات، تفکرات، بیماری، مالی تنگی کے وقت پریشان حال ہو جاتے، خودداری بھول جاتے اور گھبراتے ہیں مگر حضور ایسے وقت میں بھی اطمینان خاطر اور سکینت قلب کے ساتھ بے غم و ہم اور خوشحال ہوتے تھے اور حضور کی عادات شریفہ میں کوئی تبدیلی نہ آتی تھی۔ جس کا اثر ہمارے دلوں کو بھی مطمئن کر دیتا تھا۔ حضور قدرتی طور پر ایسے سریع رفتار تھے کہ اگر ساتھ والے جلدی نہ چلتے تو پیچھے رہ جاتے۔ یہ بھی نہ تھا کہ حضور ارادتاً جلدی کرتے تھے۔ بلکہ حضور کی معمولی رفتار ہی ایسی تھی۔ ہاں اگر آہستہ چلنے کی ضرورت ہوتی تو آہستہ چلتے۔ حضور چلنے میں قدم مبارک خوب مضبوطی اور طاقت کے ساتھ زمین پر رکھتے تھے۔

میرا تو یہ خیال ہے کہ یہ حضور کی قلبی طاقت کا اثر تھا جو حضور کی رفتار اور اعضا میں نمایاں تھا۔ حضور مکان سے باہر کہیں تشریف لے جاتے تو ہاتھ میں سوٹی ضرور رکھتے جو کہ درمیانہ موٹی اور ایک گز کے قریب ہوتی۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ حضور گھر سے باہر تشریف لے گئے ہوں اور ہاتھ میں سوٹی نہ ہو۔ حضور سر مبارک پر گاہے لنگی اور عموماً سفید ململ کا عمامہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ (حضرت مصلح موعودؓ۔ ناقل) کے عمامہ کی وضع پر خوبصورت باندھتے تھے۔ نیم شلوار کی طرح پاجامہ قمیص واسکٹ اور اوپر گرم کوٹ ہوتا تھا۔ حضور کو برد اطراف کی تکلیف تھی۔ گرمی میں ایک گرم کوٹ اور سردی میں ایک سے زیادہ پہنتے۔ اور شدت کی سردی کے وقت پشمینہ کی چادر بھی ساتھ رکھتے مگر اوڑھتے بہت کم تھے۔ سیر کو تشریف لے جاتے تو چادر نہ ہوتی۔ مگر ہاتھ میں سوٹی ضرور ہوتی۔ حضور کے پاس ایک ململ کا سفید کپڑا، رومال کی طرح ہوتا تھا جس کے ایک گوشہ میں جیب گھڑی اور دوسرے گوشوں میں نقدی وغیرہ بندھی رہتی تھی۔ اس رومال کو لپیٹ کر جیب میں رکھتے تھے۔ حضور کے پائے مبارک میں کبھی دیسی پاپوش اور گاہے گاہے بادامی گرگابی ہوتی تھی۔ حضور بالکل راست قدم تھے۔ شکم مبارک ہموار تھا۔ البتہ کشادہ فراخ سینہ مبارک نمایاں تھا۔ حضور کے پاس چلتے اور کھڑے ہوئے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ اگر کسی شخص کا قد ساڑھے پانچ فٹ ہو تو اس کا قد حضور کے قامت شریف سے بہت ہی قریب ہوگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وجود باجود رحم مجسم تھا۔ جماعت سے محبت وشفقت اس درجہ فرماتے تھے کہ ہر فرد یہی خیال کرتا تھا کہ جس قدر حضور کو مجھ سے محبت ہے دوسرے سے نہیں۔ حضور کے محبت بھرے اور تلطف آمیز اخلاق کی تاثیر دل پر ایسی پڑتی تھی کہ دل بے اختیار حضور کی طرف کھچا چلا جاتا تھا۔ گھر میں بود و باش کرنے والے اور باہر کے خدام بے خوف اور نڈر رہا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرماتا ہے یا موسیٰ لا تَخَف انّی لا یخافُ لدیَّ المُرسَلون (اے موسیٰ ڈرو نہیں میرے پاس ڈرا نہیں کرتے)۔ اللہ کے پیاروں کے پاس رہنا بھی امن میں رہنا ہے۔ یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جس کا خُلق نرم ہوتا ہے اس کے خدام دلیر ہوتے ہیں۔ سب جانتے تھے کہ حضور ہم پر خفا نہ ہونگے۔ جماعت کا بھی یہی حال تھا۔ جس طرح بچہ اپنی ماں کے پاس بے غم اور نڈر رہتا ہے۔ اسی طرح ہم حضور کی خدمت میں امن سے رہتے تھے۔ باوجود اس بے خوفی کے ایک خوف ہم پر طاری رہتا تھا وہ یہ کہ جماعت میں سے کسی کے متعلق کوئی منذر الہام نہ ہو جائے۔ اگر کبھی ایسا ہوتا حضور تعین نہ فرماتے بلکہ یہ فرماتے کہ جماعت میں سے کسی کے متعلق یہ الہام ہوا ہے۔ اس وقت جماعت کے افراد میں یہ خیال گزر جاتا تھا کہ کہیں یہ میرے متعلق نہ ہو۔ ایک مرتبہ حضور کو جماعت میں سے کسی کی موت کی اطلاع دی گئی۔ جماعت میں ایک شخص بہت بیمار تھے۔ سمجھے کہ میرا ایسا حال ہے ضرور یہ میرے متعلق ہوگا۔ جب ان کو بہت خوف طاری ہوا تو حضور کی خدمت میں کسی کو بھیجا اور پوچھا کہ کیا میرے متعلق ہے۔ حضور نے تسلی دی اور فرمایا ان کے متعلق نہیں۔ اللہ نے انہیں شفا دی اور وہ الہام بہت جلد ایک دوسرے بھائی پر پورا ہوا۔

میری پہلی بیوی مرحومہ کہتی تھی کہ حضرت صاحب جب گھر سے نماز کے لئے مسجد جانے لگتے تو گھر میں خورد و کلاں اور بچوں تک کی آواز کا ایک شور ہو جاتا ہے کہ حضرت جی میرے لئے دعا کرنا۔ حضرت جی میرے لئے دعا کرنا۔ باہر سے بھی بعض حاجت مند دعا کے لئے عرض کرتے۔ حضور سب کا جواب نہایت تلطف سے دیتے۔ خدام جو بات چاہتے حضرت صاحب سے بے تکلف پوچھتے۔ اپنا دلی ہمدرد سمجھ کر جو چاہتے عرض کر لیتے۔ اوروں کے متعلق تو مجھے کیا خبر کہ پیاروں کا پیارے سے کیا اتحاد تھا۔ اپنا ایک واقعہ عرض کرتا ہوں۔ میں نے پڑھا تھا کہ جس مکان میں کتا، تصویر یا جنبی ہو فرشتہ نہیں آتا۔ مجھے خیال آیا کہ یہ بات تو بشریت کے ساتھ ہے کیا ایسے وقت وحی نہ آتی ہو گی۔ چونکہ یہ حیا کی بات تھی میں نے اس وقت جبکہ اور کوئی نہ تھا عرض کی کہ حضور جبکہ نہانے کی ضرورت ہو اس وقت الہام ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا ہاں ہوتا ہے۔ حضور ہم خدام میں سے کسی سے بات کرتے تو آپ کا لفظ استعمال فرماتے۔ تو یا تم کبھی نہ کہتے۔

حضور جب مسجد میں تشریف رکھتے تو علاوہ جواب سوالات اور تبلیغی تقریروں کے جیسا ڈائریوں میں آتا ہے ہنسی اور دل بہلانے والی باتیں بھی کیا کرتے۔ حضور اپنی ہنسی کو اتنا ضبط فرماتے کہ آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے۔ مگر ہم حضور کی قہقہہ کی آواز کبھی نہ سنتے۔ حضور کسی سوال کا جواب دیتے یا کسی بڑے مسئلہ کے متعلق گفتگو فرماتے تو ایک جذبہ والی بلند آواز سے بولتے۔ **گویا کہ حضور کے سینے مبارک میں علوم معارف کا ایک دریا جوش زن ہے۔ جس کے اظہار کے لئے زبان بھی اپنا زور دے رہی ہے۔ تقریر کیا ہوتی تھی، دلوں کو فتح کرتی تھی۔** عام وعظ اور لیکچر کے وقت حضور کی تقریر اول سے آخر تک یکساں رفتار کے ساتھ ہوتی تھی۔ حضور تقریر کے کسی حصہ کو زور دار کرتے۔ حضور کی تو بلحاظ مضمون ساری تقریر زوردار تھی مگر بظاہر وہ آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر یکساں آواز سے ہوتی۔ ٹھہرنے سے میرا یہ مطلب نہیں کہ حضور اثناء تقریر میں توقف فرمایا کرتے تھے۔ بلکہ یہ ہے کہ ایک طمانیت اور تسلی کے ساتھ ہوتی تھی۔ ایسی تقریر جس کا مفہوم بہت اعلیٰ اور نرم ملائم لہجہ میں ہو دوامی اثر دیتی اور دلوں میں بیٹھتی جاتی ہے اور ایسی تقریر جو حقیقتاً اعلیٰ نہ ہو اگر زوردار الفاظ اور جوش کے ساتھ ہو وقتی اثر ڈالتی ہے اور حقیقت نہ ہونے کی وجہ سے وہ تاثیر جلد زائل ہو جاتی ہے۔ **حضور کا تقریر فرمانا ایسا تھا کہ جیسا ایک گہرا لبالب بھرا ہوا دریائے عظیم کناروں کو نقصان پہنچائے بغیر دونوں طرف خشک لب زمینوں کو سیراب کرتا ہوا نہایت اطمینان کے ساتھ چلا جا رہا ہے۔** دوران وعظ میں بہت لوگوں کے دلی سوالات حل ہو جاتے تھے۔

جیسا کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے کہ حضور مجلس خدام میں تشریف رکھتے ہوئے ہنسانے والی باتیں بھی فرمایا کرتے تھے۔ ایک دن فرمایا کہ یہاں قادیان سے باہر ایک نابینا جھونپڑے میں رہا کرتا تھا۔ اس نے ایک مٹکا رکھا ہوا تھا۔ جب انگریزی مہینے کی پہلی تاریخ ہوتی تو اس مٹکے میں ایک روڑا ڈال دیتا۔ اسی طرح روزانہ ڈالتا تھا۔ گاؤں میں جس کو مقدمہ کے لئے تاریخ معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی تو اس کے پاس جاتا، تاریخ پوچھتا۔ وہ مٹکے سے روڑے نکال کر گن کر بتلا دیتا کہ آج اتنی تاریخ ہے۔ ایک دن لڑکوں نے اس سے چھپا کر مٹکے میں مٹھی بھر کر روڑے ڈال دئے۔ لوگ حسب معمول تاریخ پوچھنے آئے۔ حافظ صاحب نے روڑے نکال کر گننے شروع کئے۔ جب بہت سارے گنے تو کہنے لگے آج تو بے حساب تاریخ ہے پتہ نہیں لگتا۔ اس بات پر حضور بظاہر خود بھی ہنسے اور ہم کو بھی ہنسایا۔ لیکن درحقیقت ابتدائی حالت کا ذکر کر کے بشارت الٰہی کے مطابق قادیان کی ترقی کا خوش ہو ہو کر شکریہ ادا کیا۔

ایک سائل دو تین ماہ بعد پھیرا کیا کرتا تھا۔ مسجد مبارک کے نیچے گلی میں پھرتا اور صدا دیتا۔ طاقتور اور موٹا تازہ تھا۔ آواز بھی اس کی بہت بلند تھی۔ اس کا یہ طریق تھا کہ ایک رقم مقرر کر کے سوال کرتا۔ سوال میں رقم کا بھی ذکر کرتا۔ اور حضور ہی سے لینے کا اشارہ بھی کرتا۔ مثلاً اتنے آنے ان سے لے کر جاؤں گا۔ اور جب تک اتنا نہ لے لیتا نہ ٹلتا۔ رفتہ رفتہ اس کے سوال کی رقم بڑھتی گئی۔ اور روپوں تک نوبت پہنچ گئی۔ بعض اوقات اس کو پکارتے پکارتے صبح سے دوپہر ہو جاتی۔ نہ معلوم حضور کو کتنی تکلیف ہوتی ہو گی کیونکہ حضور دوسری منزل میں رہتے تھے۔ اور تیسری منزل پر حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا چوبارہ تھا۔ وہ بہت نازک طبع تھے۔ ان کو بہت تکلیف ہوتی۔ حضور کی خدمت میں سرسری طور پر ذکر کرتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دن وہ بہت تنگ ہوئے۔ حضور کی خدمت میں عرض کی کہ حضور مجھے تو اس فقیر نے بہت تنگ کیا ہے۔ حضور ذرا اشارہ فرما دیتے تو خدام اسی وقت اس کو کہیں دور چھوڑ آتے اور ایسی تنبیہ کرتے کہ دوبارہ نہ آتا۔ مگر حضور مولوی صاحب کی بات سن کر فرماتے ہیں۔ مولوی صاحب! **ایک گدا ہوتا ہے اس کو جو دے دو لے کر چلا جاتا ہے۔ ایک نرگدا ہوتا ہے جو اپنا مطلب پورا کئے بغیر ٹلنے میں نہیں آتا۔ بندہ کو بھی اللہ کے حضور میں ایسا ہونا چاہئے کہ مانگے اور**

مانگنے سے نہ ہٹے۔ یہاں تک کہ خدااس کا مطلب پورا کردے۔

مہمان آتے اور رہتے۔ حضور بہت ہی خوش ہوتے۔ جہاں تک ممکن ہو تاان کو ٹھیرائے رکھتے اور جانے نہ دیتے۔ جب رخصت ہوتے حضور افسردہ خاطر ہوتے۔ حضور فرماتے ہیں :ـ

پردل کو پہنچے غم جب یاد آئے وقت رخصت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "واعلموا ان فیکم رسو ل اللہ". (اور جان لو کہ تم میں اللہ کا رسول ہے) بندہ کو اپنے اللہ سے محبت ہے۔ جب اس کے پیارے محبوب کو اپنے درمیان دیکھتا ہے کیسی خوشی ہوتی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کیسی خوشی ہوگی۔ ایسا ہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں حضور کے صحابہ کا تھا۔ اُس خوشی کا اِس خوشی سے اندازہ لگالو جواب خدا کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (حضرت مصلح موعود۔ ناقل) کے دیکھنے سے ہو رہی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ الہ وسلم کے زمانہ مبارک میں کلام الٰہی تشریعی وحی یعنی قرآن شریف کے رنگ میں اترتا تھا۔ حضور جب تشریف لے گئے تو تشریعی وحی ہمیشہ کے لئے بند ہوگئی۔ مگر تفسیر شریعت اور بشارات کے رنگ میں جاری رہی۔ یا ساریۃ الجبل (اے ساریہ پہاڑ کو جاؤ) یہی مبارک الفاظ تھے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر منجانب اللہ نازل ہوئے تھے۔ حضور کی آواز اتنی بلند تھی کہ وہ الٰہی آواز ہی تھی جو صدہا کوس پر لشکر تک پہنچ گئی۔ امت کے بزرگان دین بھی اس مکالمہ الٰہی سے مشرف ہوتے رہے۔ یہاں تک کہ یہ فیض حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اس قدر زیادہ، اس کثرت اور ایسے عظیم الشان نشانات اور بشارات کے ساتھ ہوا کہ حضور کو غیر تشریعی نبوت کا درجہ ملا۔ خدا کے فضل سے مکالمہ مخاطبہ الٰہی کے فیض سے اب بھی آپ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں فیض یاب ہو رہے ہو اور خدا کا شکر ادا کر رہے ہو۔ غور کرو کہ یہ خوشی کتنی بڑی خوشی ہے کہ ہم میں وہ شخص موجود ہے جس سے اللہ تعالیٰ باتیں کرتا ہے۔

مجھے وہ تعجب اور حیرانگی سے ملی ہوئی خوشی بھولی نہیں جو کہ پہلے پہل مجھ کو اس وقت ہوئی تھی جبکہ میں نے ۱۶، ۱۷ برس کی عمر میں اپنے باپ سے یہ سنا تھا کہ قادیان میں ایک ایسا شخص ہے جس سے اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے۔ وہ پیارا زمانہ یاد آتا ہے تو دل بے چین ہو جاتا ہے ؎

یاد جب تیری دل میں آتی ہے
یاد سے ساری خلق جاتی ہے

ہماری زندگی ایسے سکھ، آرام، یاد خدا، دعاؤں، نمازوں اور ایسے کاموں میں جو حضور فرمادیتے تھے گزرتی تھی جس کی خوشی بیان میں نہیں آسکتی۔ ہم لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون کے مصداق تھے۔ جیسے بچے اپنی ماں کی گود میں بیٹھے ہوتے ہیں کسی کی کیا مجال کہ ہم کو آنکھ اٹھاکر میلی نظر سے دیکھے یہ سب اس محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بروز کی برکت تھی جو ہماری جنت بن گئی۔

خدا کے فضل سے حضور کے گرامی اوقات اس خدمت میں گزرتے تھے جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث فرمایا تھا۔ حضور تحریر، تقریر، تصنیف اور عملی نمونوں کے ساتھ ان تمام ذرائع، اسباب، وسائل، تدابیر، سبل کی بنیادیں رکھ رہے تھے۔ جن کی خصوصیت مسیح موعود کے ساتھ قرآن شریف اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بیان فرمائی ہیں اور اس آخری زمانہ میں ترقی اسلام کے لئے ضروری تھیں۔ اور خدا کے فضل سے جس پر کار بند ہو کر اسلام کو انشاء اللہ تعالیٰ اس مقام تک پہنچنا ہے جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دی ہے۔ "ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ" (وہ اللہ جس نے بھیجا اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ تاکہ غالب کردے اس کو سب دینوں پر) اللہ کے فضل سے حضور نے یہ سب بنیادیں رکھ دیں اور حضور کا ہی یہ کام تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ان بنیادوں کی حفاظت اور استحکام میں زیادہ توجہ فرمائی۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز (حضرت مصلح موعودؓ۔ ناقل) تشریف لائے۔ حضور نے ان بنیادوں پر عمارتیں بنانی شروع کر دیں۔

حضور بحمد اللہ تعالیٰ و بفضلہٖ حضرت صاحب کی طرح رحم و محبت اور خلق مجسم اور بفضل خدا "و یولد لہٗ" (اور مسیح موعود کے اولاد ہوگی) کی خصوصیت کے بین نشان ہیں۔ خاص الخاص بشارات کے ساتھ تشریف لائے ہیں اور "کأنّ اللّٰہ نزل من السماء" کے مطابق تخلقوا باخلاق اللہ سے متصف ہیں اور وہی کام کر رہے ہیں کہ اگر اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہوتے تو کرتے۔

یاالٰہی حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ بنصرک العزیز دین اسلام کی عمارتیں بلند کر رہے ہیں۔ اپنے فضل سے ہمیں توفیق دے کہ ہم محنتی مزدوروں کی طرح محنت سے کام کریں۔ اپنے فرائض کے بجالانے اور اپنی ڈیوٹیوں کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں۔ سست اور آرام طلب نہ بنیں۔ نہ دن دیکھیں نہ رات تن دہی سے کام کریں۔

اے میرے پیارو! اے میری جان و جگر احمدی بھائیو! کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دنیا میں دوبارہ تشریف لے آئے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام واپس ہوئے یا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ مڑ کر آگئے؟ نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہم ان کے دیدار پرانوار سے مہجور ہوگئے۔ خواب میں بھی ان کے دیکھنے کو ترس گئے۔ خواہ ان کے فراق میں رو رو کر آنکھوں کا نور بہہ جائے وہ نہیں آسکتے۔ ہرگز نہیں آسکتے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھوں لاکھوں شکر کرو کہ خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز موجود ہیں۔ ان کی خدمت کرو۔ ان کا کہا مانو۔ ان کو راضی کرو۔ ان کی دعائیں لو۔ اپنی جان، مال، اولاد ان پر قربان کرو۔ اللہ سے ان کی صحت سلامتی اور درازی عمر کی رو رو کر دعائیں مانگو۔ ان کو اپنی روح رواں سمجھو۔ یہی سمجھو کہ وہ ہیں تم نہیں ہو۔ ان کی فرمانبرداری کرو۔ اپنا مال نہ سمجھو، ان کا سمجھو۔ ان کی خدمت میں لاکر حاضر کر دو۔ اپنی ہستی کو اپنی ہستی نہ جانو۔ ایک جان دو قالب بن جاؤ۔ جو کرو یہ نہ سمجھو کہ ان کے لئے کرتے ہیں بلکہ اپنے لئے سمجھو۔ ان کے اشارہ پر چلو۔ پتلیوں کی طرح بن جاؤ اور اپنی تاریں اُن کے ہاتھ میں دے دو۔ اُن کی حیات کو اپنی حیات، اُن کی راحت کو اپنی راحت، ان کی عزت کو اپنی عزت سمجھو۔ **اے میرے پیارو! اللہ کرے اور توفیق دے۔ اگر یہ کام کر لو تو خدا کے فضل سے یقیناً سمجھو کہ اگر آپ حضور سیدالعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا زمانہ پاتے۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا حضرت خلیفۃالمسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں ہوتے تو ایسے ہی مخلص ہوتے۔ ایسے ہی محبت کرتے۔ ایسی ہی وفاداری کا دم بھرتے اور اپنے پاک پروردگار مولا کریم کی رضامندی اور خوشنودی حاصل کرتے"۔**

(افتخار الحق یا انعامات خداوند کریم، صفحہ ۳۵۲تا۳۶۴۔ مصنفہ حضرت صاحبزادہ پیر افتخار احمد لدھیانوی ثم قادیانی ۔ طابع و ناشر حکیم محمد عبداللطیف شاہد منشی فاضل ۔ تاجر کتب نمبر ۱۴ مین بازار گوالمنڈی لاہور)

☆......☆......☆

الفضل فورم ربوہ کے تحت ایک

محفل نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

روزنامہ الفضل ربوہ نے چند ماہ سے الفضل فورم کے تحت علمی نشستوں کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے جس میں ممتاز اہل علم اور ماہرین اپنے اپنے موضوعات پر خطاب کرتے ہیں جس کے بعد مدعوئین سوالات کرتے ہیں اور یوں یہ تقاریب اپنے لطف کو دوبالا کرتی رہتی ہیں۔ ربوہ میں بفضل خدا یہ تقاریب اہل علم طبقے کی توجہ کا مرکز بن چکی ہیں اور ہر خاص و عام سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔

گزشتہ دنوں الفضل فورم ربوہ کے تحت نعت نبوی ﷺ کی ایک تقریب ہوئی۔ محترم مولانا نسیم سیفی صاحب سابق ایڈیٹر روزنامہ الفضل ربوہ، محترم چوہدری محمد علی صاحب اور محترم چوہدری شبیر احمد صاحب شرکاء میں شامل تھے۔ صدر محفل کے فرائض محترم چوہدری محمد علی صاحب نے ادا کئے۔

فورم کے آغاز میں محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نے تعارفی طور پر چند کلمات بیان فرمائے۔ آپ نے فرمایا میں اس وقت اپنے دل میں خوشی کی ایک ایسی لہر محسوس کرتا ہوں جو میں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے آج تک کبھی محسوس نہیں کی۔ میں نے لوگوں کو شعر پڑھتے سنا بھی ہے اور بعض اوقات خود بھی پڑھے ہیں لیکن میرے دل میں ہمیشہ یہ جذبہ موجزن رہا ہے کہ ہمارے اشعار خاص طور پر احمدیہ جماعت کے افراد کے اشعار افادیت کو لے کر مقصدیت کو لے کر سامنے آنے چاہئیں۔ دنیا میں بہت اچھے اچھے شعراء ہونگے اور ہیں بھی لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر شعر ایک جذبے کا اظہار ہے تو سب سے بہتر جذبہ یہ ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کی حمد کرے اور رسول اکرم ﷺ کی نعت میں کچھ کہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ مقصدیت پوری ہی اس طرح ہوتی ہے کہ ہم اپنے جذبات کو صحیح خطوط پر چلائیں اور صحیح خطوط پر چلاتے ہوئے دنیا کے سامنے نہ صرف اپنے جذبات پیش کریں بلکہ ان کے جذبات کو بھی اپنے جذبات کے خطوط پر لانے کی کوشش کریں۔ میرے دل میں جو اس وقت خوشی کی لہر ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ محفل نعت ہے، یہ مشاعرہ نہیں۔ مشاعرے کے متعلق میں نے الفضل میں بھی ایک دو دفعہ لکھا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کوٹیشن بھی دی ہے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں تو مشاعرے کو پسند نہیں کرتا میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر کوئی دوست جو شعر کہتے ہیں دو چار مل بیٹھیں اور نئی نظمیں جو انہوں نے کہی ہیں جن میں مقصدیت بھی ہے اور سنائیں ایک دوسرے کو۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح سنانا زبان کا اور جذبات کا فروغ ہے۔ اگر ایسا ہو کہ دنیا کی ہر بات کے متعلق بات کی جائے اور شعر کہا جائے تو اس سے انسان کو وہ خوشی حاصل نہیں ہو سکتی جو خدا تعالیٰ کی حمد کر کے اور رسول اکرم ﷺ کی نعت میں اپنے جذبات کو پیش کرکے ہو سکتی ہے۔ ہم سب خدا تعالیٰ کے فضل سے آج اس برکت سے حصہ لینے کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں کہ ذکر ہوگا رسول اکرم ﷺ کا اور ہوگا ہمارے جذبات کے ذریعے۔ بعض لوگ پوچھتے ہیں تم شعر کیوں کہتے ہو۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ تم بات کیوں کرتے ہو۔ بات کرتے ہیں کچھ کہنے کے لئے اور کہنے کے دو طریق ہیں۔ ایک نثر ہے ایک نظم ہے۔ جو شخص نظم میں بات کہنی چاہتا ہے اسے شاعر کہتے ہیں تو گویا کہ ہم اپنے جذبات کو اس وقت اس طرح ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ شعر کی صورت ہو اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ہمیشہ مقصدیت کو سامنے رکھتے ہوئے ایسے اشعار کہیں جن سے احمدیت ٹپکتی نظر آئے۔ پتہ چلے کہ یہ احمدی کا شعر ہے۔ مجھے ایک دفعہ حضرت صاحب کا ایک خط ملا، موجودہ حضرت صاحب کا۔ بڑا لطف آیا۔ میرے ایک شعر پر حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ صرف ایک احمدی کہہ سکتا ہے۔ میں اپنی ساری شاعری کو ایسی باتوں پر قربان کر سکتا ہوں۔ خدا کرے کہ ہماری شاعری ہمارے جذبات سارے کے سارے مذہب سے تعلق رکھتے ہوں، دین سے تعلق رکھتے ہوں، خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہوں، رسول اکرم ﷺ سے متعلق ہوں۔ تو آج آپ کی خدمت میں رسول ﷺ کے متعلق اپنا اظہار عقیدت کیا جائے گا۔

اس کے بعد صدر محفلِ نعت محترم چوہدری محمد علی صاحب نے فرمایا، سیفی صاحب نے جو کچھ فرمایا ہے وہ بہت ہی فکر انگیز اور Thought Provoking ہے۔ دراصل جماعت احمدیہ بجائے خود بحیثیت جماعت کے ایک نعت ہے۔ سب سے بڑی نعت کہنے والے اور نعت گو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام تھے۔ اور میں یہ علی وجہ البصیرت سمجھتا ہوں کہ شرکاء کا طبقہ اب بھی خواہ وہ احمدی ہو یا نہ ہو اس بات کا قائل ہے اس کو مانتا ہے۔ مجھے یاد پڑتا ہے کہ ڈاکٹر ایم۔ ڈی۔ تاثیر جو مشہور ادیب تھے، اسلامیہ کالج کے پرنسپل تھے۔ ان کے پاس ہمارے مسعود احمد دہلوی گئے تو گفتگو شروع ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ چھوڑیئے جی ان باتوں کو۔ آیئے آپ کو مرزا صاحب کی ایک نعت سناؤں۔ اور وہ فارسی کی نعت تھی۔ انہوں نے بڑے سوز اور جذبے کے ساتھ اس کو پڑھا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے بغیر تو کچھ بھی نہیں۔ دراصل توحید تو اول ہے لیکن توحید کا علم بھی حضور ﷺ ہی کے ذریعے سے ہوا۔ تو ہم تو رسول کریمؐ کے عاشق ہیں۔ ہم کسی اور کو نہیں کہتے کہ ان کو رسول کریم ﷺ سے تعلق نہیں ہے۔ ہوگا سب کو ہوگا لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ ہم ہی صحیح معنوں میں حضور ﷺ کی محبت اور عشق کا دعویٰ کرنے والے ہیں اور جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے ہم اس دعوے کو سچا ثابت کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق دیتا رہے۔

یہ جو نعتیہ مجلس ہے یہ کسی دکھاوے کے لئے نہیں ہے۔ جیسا کہ فرمایا ہے نسیم سیفی صاحب نے جذبات کا اظہار ہے تو میں سب سے پہلے پروگرام کے مطابق محترم چوہدری شبیر احمد صاحب درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی نعت سے ہمیں نوازیں۔ چنانچہ محترم چوہدری صاحب نے اپنی خوبصورت آواز میں نعتیں سنائیں۔ ان کے بعد محترم مولانا نسیم سیفی صاحب نے اور آخر میں چوہدری محمد علی صاحب نے اپنا نعتیہ کلام پیش کیا۔

☆......☆......☆

مکتوب آسٹریلیا

نوع انسان اپنی ابتداء ہی سے بندروں سے علیحدہ تھی

ایک جدید تحقیق جس نے سائنس دانوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل۔ آسٹریلیا)

ڈارون کے نظریہ ارتقاء کے قائل سائنسدان عموماً یہی سمجھتے ہیں کہ انسان بندروں کی ایک نوع نینڈر تھل کی ترقی یافتہ شکل ہے۔ لیکن ایک حالیہ تحقیق نے اسے غلط ثابت کردیا ہے جس نے سائنس دانوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ نینڈر تھل کا DNA انسانوں کے DNA سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ گویا بندروں اور انسانوں کے درمیان جو مزعومہ لنک (Link) تھا وہی موجود نہیں ہے چنانچہ جو بات ثابت ہوئی ہے وہ بہت اہم نتائج کی حامل ہے یعنی انسانی نوع اپنی ابتداء ہی سے دوسری انواع سے علیحدہ اور ممتاز تھی۔

یہ خبر نیویارک ٹائمز میں Mr Nicholas Wade کی ایک رپورٹ کی شکل میں شائع ہوئی ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

"ایک نینڈر تھل جو کم از کم تیس ہزار سال پہلے زمین پر رہتا تھا اس نے ایک چکرا دینے والا مختصر مگر نہایت اہم پیغام آج کے انسانوں کے نام بھیجا ہے کہ سنو ہمارا تم سے کوئی خونی رشتہ نہیں۔

یہ انکشاف Genetic Material Dna کے حامل اس ٹکڑے کے معائنہ سے ہوا ہے جو نینڈر تھل کی ہڈیوں سے حاصل کیا گیا تھا۔ اس کا ڈھانچہ ۱۸۵۶ء میں جرمنی کے مقام Dusseldorf کے نزدیک نینڈر کی وادی سے دستیاب ہوا تھا۔

ڈی این اے کا تجزیہ جو رسالہ Cell میں شائع ہوا ہے اس سے اس تھیوری کو تقویت ملتی ہے کہ نینڈر تھل (انسانوں سے) کوئی دور کی نوع تھی۔ اور ان کا جدید انسان کے Gene pool میں کوئی حصہ نہیں (بوجہ مختلف نوع ہونے کے) ان کا کبھی انسانوں سے اختلاط نہیں ہوا۔ انسانوں نے پچاس ہزار برس قبل انہیں ان کے گھروندوں سے اکھیڑنا شروع کیا تھا (اور اب سے تیس ہزار سال پہلے تک ان کی نوع کا خاتمہ کردیا تھا)"۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ نیچرل ہسٹری میوزیم لندن کے Dr. Chris Stringer جو نینڈر تھل کے ماہر ہیں کہتے ہیں کہ "واضح طور پر یہ ایک عظیم کارنمایاں ہے۔ اس نے انسانی ارتقاء کو سمجھنے کے لئے ایک ناقابل یقین اور حیرت انگیز باب وا کردیا ہے۔ نتائج بتاتے ہیں کہ نینڈر تھل ہمارے نسلی سلسلہ سے کہیں ابتدا ہی میں علیحدہ ہوگئے تھے جس سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ وہ موجود انسانوں سے ایک علیحدہ نوع ہیں"۔

یہ تحقیق سائنس دانوں کی جس ٹیم نے کی ہے اس کے سربراہ میونخ یونیورسٹی کے Dr Svante Paabo ہیں اور یہ پہلا موقع ہے کہ نینڈر تھل کے ڈھانچہ سے ایسا ڈی این اے حاصل کیا گیا ہے جس پر موجود اشاروں کو قابل فہم صورت میں تبدیل کیا جاسکے یعنی یہ Decodable DNA ہے۔

سائنس دانوں کے عام اندازوں کے مطابق کوئی چھ ملین (ساٹھ لاکھ) سال قبل کوئی ایسا وجود پیدا ہوا تھا جو چمپنزی (Chempanzees)، نینڈر تھل (Neander-thals) اور Hominids کا مورث اعلیٰ تھا۔ کوئی چار پانچ ملین سال پہلے اس کی نسل چمپنزی اور ہومی نڈ میں بٹ گئی۔ پھر آج سے تقریباً سات لاکھ سال پہلے نینڈر تھل ہومینڈ سے الگ ہوئی۔ پھر مزید لاکھ ڈیڑھ لاکھ سال گزرے (یعنی کوئی پانچ لاکھ سال آج سے پہلے) موجودہ انسانوں کے آباء کی شاخ بھی نینڈر تھل سے الگ ہوگئی اور پھر اس شاخ سے کوئی ڈیڑھ لاکھ سال قبل موجودہ انسان کی نسل شروع ہوئی۔

اس تحقیق کی اہمیت یہ ہے کہ اگر موجودہ انسانوں کا نینڈر تھل سے کوئی جینز (Genes) کے لحاظ سے تعلق ثابت نہیں ہوا تو یہی تو وہ کڑی تھی جس کے ذریعہ انسانوں کو بندروں سے ملایا جاتا تھا۔ جب وہی نہ رہی تو نوعِ انسان کا بندروں کی کسی نوع سے تعلق نہ رہا۔

نینڈر تھل لمبے قد، موٹی ہڈیوں، بڑے ابرو اور انسانوں جتنے بڑے سروں والی مخلوق تھی البتہ ان کے سر انسانوں کی طرح ان کے چہرہ کے اوپر نہیں بلکہ چہرہ کے پچھلی طرف لگے ہوتے تھے۔ یہ نوع یورپ اور مغربی ایشیا میں کوئی تین لاکھ سال پہلے آئی تھی۔ پھر وہ معدوم ہونے شروع ہوئے اور اب سے تیس ہزار سال پہلے یہ نوع ختم ہوچکی تھی۔ سائنس دانوں کا خیال تھا کہ نینڈر تھل کا انسانوں سے باہم اختلاط ہوا تھا اسلئے ان کے جینز (Genes) میں کچھ اشتراک ہونا چاہئے لیکن ان کو مایوسی اور حیرت ہوئی کہ ایسا ثابت نہیں ہوسکا۔ جس سے اب یہ جدید رائے پیدا ہوئی کہ انسان اور نینڈر تھل باہم کبھی مخلوط نہیں ہوئے اور انسان ایک علیحدہ اور مختلف نوع سے تعلق رکھتا ہے۔

امپیریل کینسر ریسرچ فنڈ انگلینڈ کے Thomas Lindhal نے رسالہ Cell میں لکھا کہ یہ ایک ایسی نئی چیز سامنے آئی ہے جس کو تسلیم کرنا ہی پڑتا ہے (کہ انسانی نوع کا بندروں کی کسی نوع سے کوئی رشتہ نہیں)۔

(ماخوذ از رپورٹ، سڈنی ہیرلڈ)

اصل بات یہ ہے کہ ارتقاء کی تھیوری میں یہ کوئی پہلی گمشدہ کڑی سامنے نہیں آئی بلکہ اس طرح کی اور بھی کئی ہیں۔ بندروں کی انواع اور انسان ایک ہی زمین پر ایک جیسے ماحول میں رہتے تھے۔ انسان چاند پر بھی قدم دھر چکا ہے۔ بندروں کو اپنے کزنوں کے کچھ تو قریب ہونا چاہئے تھا۔ پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ اگر زندگی سمندروں سے شروع ہوئی تھی تو پانی میں تیرنے والے جانور خشکی پر چلنے والے جانوروں گائے، گھوڑے، اونٹ اور بھیڑ بکری میں کیسے تبدیل ہوگئے اور پھر پانی کی مخلوق کو پَر کس جدوجہد کے نتیجہ میں اُگ آئے کہ وہ فضا میں پرواز کرنے لگے۔ مچھلیوں اور پرندوں کا درمیانی لنک کونسا تھا اس کا اب تک پتہ نہیں چل سکا۔

سائنس دانوں کی مشکل یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ مخلوقات کی لاکھوں انواع ہیں اور ان کا باہمی تعلق بہت گہرا اور پر حکمت ہے اگر ان سب انواع کو ابتدا ہی سے علیحدہ علیحدہ تسلیم کرلیا جائے تو پھر یہ کہنا ممکن ہی نہیں رہتا کہ ہوسکتا ہے کہ کسی اتفاقی حادثہ کے نتیجہ میں زندگی وجود میں آگئی ہو بلکہ صاف طور پر یہ ایک ایسی ہستی کا کام نظر آتا ہے جس کا علم، قدرت اور طاقت غیر محدود ہے۔ وہ مدبر بالارادہ ہے اور وہی اس کارخانہ عالم کو چلا رہا ہے اور اس کا کوئی مقصد بھی ضرور ہے۔

بندروں سے انسانوں کے پیدا ہونے کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"ہمارا یہ مذہب نہیں کہ انسان کسی وقت بندر تھا مگر آہستہ آہستہ دُم بھی کٹ گئی اور پشم بھی جاتی رہی اور ترقی کرتے کرتے انسان بن گیا۔ یہ ایک دعویٰ ہے جس کا بار ثبوت اس دعویٰ کے مدّعی کے ذمہ ہے۔ (ملفوظات جلد ۱۰ ص ۳۲۲)

دوسری اہم بات یہ ہے کہ بہت سی انواع ایسی ہیں کہ وہ بعض دوسری انواع کے درمیان ایک پُل کی طرح نظر آتی ہیں اور اس کی مشابہت دو مختلف انواع سے اس قدر گہری ہوتی ہے کہ لگتا ہے کہ شاید وہ دونوں کی درمیانی کڑی ہے۔ جبکہ حقیقت میں وہ دوسری انواع کے درمیان ایک برزخ کی طرح ہوتی ہیں۔ جب سائنس دانوں نے نینڈر تھل کو دیکھا جو ایک طرف بندروں اور دوسری طرف انسانوں سے مشابہت رکھتا تھا تو سائنس دانوں کو خیال گزرا کہ ہم نے انسانوں اور بندروں کی درمیانی کڑی کو دریافت کرلیا ہے لیکن اب جب DNA کے تجزیہ سے ثابت ہوا ہے کہ انسانوں کا نینڈر تھل سے کوئی تعلق نہیں تو وہ سخت حیران و پریشان ہوئے ہیں اور ڈارون کی تھیوری پر شک کے گہرے سائے پڑنے لگے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ تمام مخلوقات میں ایک عالم برزخ کا ہونا وحدت خلقی اور توحید خالق پر دلالت کرتا ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"نباتی، حیوانی اور انسانی تین قسم کی جان مانی گئی ہے۔ بعض حکماء نباتات میں شعور اور حس کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ بہت اس قسم کے درخت اور پودے پائے گئے ہیں جن پر مختلف امور اثر کرتے ہیں۔ مثلاً چھوئی موئی کا درخت۔ جب انسان اس کو ہاتھ لگاتا ہے فوراً مُرجھا جاتی ہے اور اسی قسم کے بہت سے درخت ایسے ہوتے ہیں۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز میں خدا نے ایک برزخ رکھا ہوا ہے۔ نباتات اور حیوانات کے درمیان وہ نباتات جن میں حس و شعور ہے وہ برزخ ہیں جو بہت بڑا حصہ انسانی عقول کا رکھتے ہیں۔ اس برزخ کو نہ سمجھنے سے بعض کو یہ دھوکہ لگا ہے کہ انسان بندر سے ترقی کر کے انسان بنا ہے۔ حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ یہ تمام برزخ جو مخلوقات میں موجود ہیں وہ وحدت خلقی کی دلیل ہونے کی وجہ سے خداتعالیٰ کی ہستی پر ایک دلیل ہیں اور افسوس ہے کہ ناواقف اور نااہل اس سے کوئی لطف نہیں اٹھاسکتے"۔ (ملفوظات جلد ۲ ص ۳۸۹)

ماہرین ارتقاء کہتے ہیں کہ مخلوقات میں تبدیلیاں Natural Selection کے عمل کے نتیجہ میں پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی مخلوقات کو حالات کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنا پڑتا ہے۔ (Adaptation) ۔ورنہ وہ مٹ جاتی ہیں۔ بقائے اصلح (Survival of the fittest) کے اصول کے مطابق جو چیز اپنے ماحول میں سب سے زیادہ صالح اور قوی ہوتی ہے وہ قائم رہتی ہے اور دوسری مٹ جاتی ہے۔ یہ اصول درست ہیں اور قرآن کے مطابق ہیں بشرطیکہ انکا اطلاق ہر نوع کے اپنے اپنے دائرہ تک محدود رہے۔ یعنی بندروں کا ارتقاء ان کے اپنے دائرے میں ہو اور انسانوں کا ان کے اپنے دائرے میں۔ قرآن بھی کہتا ہے جو چیز بیکار ہوتی ہے پھینک دی جاتی ہے اور جو انسان کے لئے فائدہ مند ہو وہ برقرار رکھی جاتی ہے۔ "فاما الزبد فیذھب جفآء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" (الرعد 13:18) "پھر جھاگ تو پھینکا جا کر تباہ ہو جاتا ہے اور جو چیز لوگوں کو نفع دینے والی ہوتی ہے وہ زمین پر ٹھہری رہتی ہے"۔ یہ بقا کی جنگ ہر وقت ہر جگہ ملتی ہے لیکن ایک مخصوص دائرہ میں۔ کائنات کی ہر چیز اپنے اپنے دائرہ میں بے روک ٹوک چل رہی ہے۔

قانون قدرت کے مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر مخلوق کے اعضاء و قویٰ اور جبلی طاقتیں اور زندہ رہنے اور ترقی کرنے کی صلاحیتیں ابتداء ہی سے اس کے بیج یا تخم میں ودیعت کر دی گئی ہوتی ہیں جن سے وہ باہر نہیں نکل سکتی۔ یعنی یوں نہیں ہوسکتا کہ سمندری مخلوق میں پاؤں پر چل سکنے یا اڑ سکنے کے قویٰ بالکل ودیعت ہی نہ کئے گئے ہوں اور محض زندہ رہنے کی جدوجہد اور مطابقت پذیری (Adaptation) کے بل پر پاؤں یا بال و پر حاصل کر سکے۔ ایک آنکھ کی ہی مثال لیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ انسان نے جب اردگرد کے ماحول کو دیکھنے کی کوشش کی تو اس کی آنکھوں میں پہلے جھلی اور ڈھیلہ پیدا ہوگیا جو روشنی کو منعطف (Refract) کر سکے پھر ڈھیلے کے پیچھے ایک مائع (Fluid) بھی اس غرض کے لئے پیدا ہوگیا۔ جب اس پر صدیاں گزر گئیں تو آنکھ میں پتلی پیدا ہوگئی جو زیادہ روشنی میں سکڑتی اور کم میں پھیلتی تھی تا بطور Diaphragm آنکھ میں داخل ہونے والی روشنی کو کنٹرول کر سکے پھر کچھ صدیاں اور گزریں تو آنکھ کے پیچھے Photo Sensitive Cells کا پردہ بن گیا جس پر تصویر بن سکے۔ اور پھر کچھ اور ہزار سال گزرے تو آنکھ کے پیچھے وہ اعصاب بن گئے جنہوں نے باہر کا پیغام دماغ تک پہنچایا اور پھر کچھ ہزار سال مزید گزرے تو دماغ میں وہ حصہ پیدا ہوگیا جو باہر کے پیغام کو وصول کر کے انسان کو باہر کے نظارے دیکھنے اور سمجھنے کے قابل بنادے۔ آنکھ کا نظام تو کسی بھی جدید ترین فوٹو یا ٹی وی کیمرہ سے زیادہ پیچیدہ ہے اور ایک مکمل یونٹ ہے۔ ایک کے بعد دوسرا حصہ محض Adap-tation کے نتیجہ میں وجود میں آہی نہیں سکتا۔ اس لئے اندھے ارتقاء کی تھیوری کے ذریعہ کسی طور پر بھی آنکھ کی تعمیر کی وضاحت نہیں کی جاسکتی۔ ضرور تھا کہ آنکھ کے تمام حصے ایک ہی وقت میں بننے شروع ہوتے اور ترقی کرتے کرتے بیک وقت اپنے کمال کو پہنچتے۔ یہی کچھ دوسرے اعضاء کے ساتھ ہونا چاہئے اور دل، دماغ، ہاتھ، پاؤں، کان، زبان وغیرہ کو ایک ساتھ ارتقاء کے عمل سے گزرنا چاہئے نہ کہ ماحول سے مطابقت اختیار کرنے کی جدوجہد میں علیحدہ علیحدہ۔ اس اہم اصول کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یوں ذکر فرمایا ہے:

"بچہ جب بننے لگتا ہے تو ساری چیزیں اکٹھی ہی بنتی جاتی ہیں جیسا کہ قرآن کریم میں پیدائش انسان کا مفصل ذکر ہے۔ بعض لوگوں کی سمجھ میں جب اس کی حقیقت نہ آئی تو

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

FOZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,
Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرِ انتظام شائع کئے جاتے ہیں- انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ہمراہ ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کے بارے میں آپ اپنے تاثرات اب e-mail کے ذریعے بھی ارسال کر سکتے ہیں :

mahmud@btinternet.com

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹ر دسمبر ۹۷ء میں شائع شدہ محترم شیخ رحمت اللہ شاکر صاحب کے کلام سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں :

ہے خدائے ذوالمنن ہی کارساز و کردگار
در اسی کا کھٹکھٹا ہر حال میں اس کو پکار
وہ اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
آج ہیں دنیا کے ہر گوشے میں اس کے جاں نثار
ابتدا سے آج تک زوروں پہ ہے بادِ سموم
باوجود اس کے وہ ہے سرسبز اور بابرگ و بار
اس کی شاخیں چار سو عالم میں ہیں سایہ فگن
ڈالی ڈالی دے رہی ہے خوش نما شیریں ثمار

-......☆......☆......☆......-

حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ

حضرت صغریٰ بیگم صاحبہ حرم ثانی حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ خلیفۃ المسیح الاول المعروف "اماں جی" حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ لدھیانوی کی صاحبزادی تھیں- حضرت صوفی صاحبؓ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے عاشق مریدوں میں سے تھے اور گو آپ حضورؑ کے دعویٰ سے قبل وفات پاگئے تھے لیکن حضورؑ نے آپؓ کا نام ۳۱۳ ر اصحاب میں شامل فرمایا ہے اور آپؓ کا بطور خاص محبت بھرا ذکر فرمایا ہے-

حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ اپنی اہلیہ اول حضرت سیدہ فاطمہ بی بی صاحبہؓ کے ہمراہ ۱۸۸۵ء میں جموں میں مقیم تھے جب آپؓ کا حضورؑ سے غائبانہ تعارف کسی اشتہار کے ذریعے سے ہوا اور آپؓ حضورؑ کے ایسے ارادتمندوں میں شامل ہوئے کہ جب جماعت احمدیہ کی تاسیس ہوئی تو آپ کو سب سے پہلے بیعت کرنے کی دائمی سعادت حاصل ہوئی- آپؓ کی حرم اول میں سے کئی بچے ہوئے جن میں سے اکثر بچپن میں ہی فوت ہوگئے- حضور علیہ السلام نے آپؓ کو کئی تعزیتی خطوط تحریر فرمائے اور بالآخر آپؓ کو نکاح ثانی کا مشورہ دیا اور حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ کا رشتہ بھی خود ہی تجویز فرمایا- یہ شادی ۱۸۸۹ء میں ہی بیعت اولیٰ سے قبل ہوئی اور حضرت اقدسؑ خود حضرت مولوی صاحبؓ اور چند دیگر احباب کے ہمراہ لدھیانہ تشریف لے گئے اور نکاح کے ساتھ رخصتانہ کی بابرکت تقریب منعقد ہوئی اور شادی کے بعد ۱۸۹۲ء تک آپؓ حضرت مولوی صاحبؓ کے ساتھ جموں میں رہیں- آپؓ نے عورتوں میں سب سے پہلے حضورؑ کی بیعت کرنے کی سعادت بھی پائی- ۱۸۹۲ء میں جب حضرت مولوی صاحبؓ مہاراجہ جموں و کشمیر کی ملازمت سے فارغ ہو کر اپنے آبائی شہر بھیرہ تشریف لے گئے تو آپؓ کی دونوں بیویاں بھی آپؓ کے ہمراہ تھیں- بھیرہ میں آپؓ نے اپنے مکان اور شفاخانہ کی تعمیر شروع کی تو ۱۸۹۳ء میں عمارتی سامان کی خرید کے لئے لاہور تشریف لائے اور اس خیال پر کہ حضرت اقدسؑ کو بھی ملتا جاؤں قادیان بھی حاضر ہوئے- لیکن قادیان پہنچے تو حضور علیہ السلام کی خواہش پر وہیں کے ہو رہے اور ایک ہفتے بعد حضورؑ کے ارشاد پر حضرت اماں جیؓ کو بھی وہیں بلوالیا اس طرح ۱۸۹۳ء سے حضرت اماں جیؓ بھی مستقل قادیان میں رہائش پذیر ہوگئیں- کچھ عرصے بعد حضرت مولوی صاحبؓ نے اپنی حرم اول کو بھی قادیان بلوالیا جو ۱۹۰۵ء میں وفات پاگئیں-

حضرت سیدہ صغریٰ بیگم صاحبہؓ کو خلافتِ اولیٰ کے دور میں حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ کی خاص خدمت کی توفیق ملی- حضرت اماں جیؓ کو پے در پے کئی غم بھی دیکھنے پڑے جب آپؓ کے کئی بچے فوت ہوئے لیکن آپؓ نے ہمیشہ صبر کا دامن تھامے رکھا- آپؓ اپنے شوہر نامدار کی طرح علمی ذوق بھی رکھتی تھیں اور فارسی تو مادری زبان کی طرح تھی- سلسلہ کی خدمت پر ہمیشہ کمربستہ رہیں- جب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات ہوئی تو حضرت اماں جیؓ خلافت سے ہی وابستہ رہیں بلکہ اپنی ایک کم عمر بیٹی حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہؓ بھی حضرت مصلح موعودؓ کے عقد میں دے دی- دس سال بعد جب حضرت سیدہ امۃ الحی صاحبہؓ اپنی دو بیٹیوں اور ایک بیٹے کو یادگار چھوڑ کر وفات پاگئیں تو یہ حضرت اماں جیؓ کے لئے بہت بڑا حادثہ اور صدمہ تھا- ان بچوں کی پرورش میں بھی حضرت اماں جیؓ کا بہت بڑا حصہ ہے- حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات کے چھ ماہ بعد آپؓ کے ایک بیٹے محمد عبداللہ بھی وفات پاگئے جبکہ ایک اور بیٹے حضرت میاں عبدالحی صاحب بھی اپنی والدہ کی زندگی میں ہی وفات پاگئے- غرض حضرت اماں جیؓ پر بڑی آزمائشیں آئیں لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو صبر و شکر کی دولت سے مالامال رکھا-

تقسیم ملک کے بعد حضرت اماں جیؓ بھی اپنی اولاد کے ساتھ پاکستان منتقل ہوگئیں جہاں حضرت مصلح موعودؓ نے آپؓ کا اور آپکی اولاد کا ہر طرح سے خیال رکھا- آخری عمر میں آپؓ کو کئی عوارض لاحق ہوگئے- بالآخر ۶ و ۷ ر اگست ۱۹۵۵ء کی درمیانی شب ۸۳ سال کی عمر میں آپؓ وفات پاگئیں- حضرت مصلح موعودؓ اس وقت بغرض علاج یورپ میں مقیم تھے- چنانچہ حضرت مولانا جلال الدین شمس صاحبؓ نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ ربوہ کے قطعہ خاص میں تدفین عمل میں آئی- حضرت اماں جیؓ کا ذکر خیر مکرم محمود مجیب اصغر صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵ر دسمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

"نوید منزل"

"دورِ خسروی" اور "شہاب ثاقب" کے بعد "نوید منزل" محترم ثاقب زیروی صاحب کے تیسرے مجموعے کا نام ہے جو حال میں طبع ہوا ہے اور اسے معروف قلمکار اور محقق مکرم مرزا خلیل احمد صاحب قمر نے مرتب کیا ہے- مجموعہ تین حصوں پر مشتمل ہے اور اس میں ۳۹ء سے ۸۹ء تک پچاس سالہ منتخب کلام شامل ہے-

-......☆......☆......☆......-

محترم چودھری بشیر احمد صاحب

محترم چودھری بشیر احمد صاحب ۱۰ر اکتوبر ۱۹۳۵ء کو پھالیہ کے ایک گاؤں مرالہ میں پیدا ہوئے- آپ کے والد محترم چودھری شاہ محمد صاحب نے اوائل جوانی میں قبول احمدیت اور پھر علاقے بھر میں خوب دعوت الی اللہ کی توفیق پائی تھی- اسی لئے محترم بشیر صاحب کو جو ماحول ملا وہ خالص دینی اور مذہبی تھا- آپ کی وضع قطع لب و لہجہ دیندارانہ تھا اور دنیادارانہ چالاکیوں سے مکمل پاک تھا- اپنے علاقے سے میٹرک کرنے کے بعد آپ نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ سے بی-اے کیا- آپ کے والد صاحب کی خواہش تھی کہ تعلیم مکمل کر کے آپ خود کو جماعتی خدمات کے لئے پیش کر دیں اسی لئے آپ کو 'وقف اولاد' کی تحریک میں بھی شامل کیا ہوا تھا- اس وقت آپ نے جماعتی خدمات کے لئے وقف کرنے میں پس و پیش سے کام لیا اور گورنمنٹ کی ملازمت کی کوشش شروع کر دی- اس سلسلہ میں آپکے والد صاحب نے آپکے متعلق مکمل خاموشی اختیار کرلی- آخرکار جب لمبے عرصے تک آپ مارے مارے پھرتے رہے لیکن ملازمت نہ ملی تو اپنے والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے- انہوں نے فرمایا 'جو شخص خدا کی نوکری کو چھوڑ کر گورنمنٹ کی نوکری تلاش کرے اس کے ساتھ یہی حال متوقع تھا'- آپ کو فوراً اپنی غلطی کا احساس ہوا اور اپنے والد کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر معافی کے خواستگار ہوئے- حضورؒ نے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں بطور مدرس آپ کا تقرر فرمادیا- اس واقعہ کے بیان کا مقصد یہ ہے کہ عہدِ وقف کی اہمیت غیر معمولی ہے اور جب مکرم چودھری صاحب کو اپنی غلطی کا احساس ہوا تو آپ نے فوراً اپنی غلطی کو تسلیم کر کے سر تسلیم خم کر دیا- بعد ازاں دوران ملازمت آپ کو اسلامیات میں ایم-اے کرنے کی توفیق بھی عطا ہوئی- سکول کے بورڈنگ ہاؤس کے بھی نگران رہے- نہایت شفیق تھے اگر کسی طالبعلم کو سزا دینی پڑتی تو اس کا کرب آپ کے چہرہ سے ظاہر ہوتا-

جب تعلیم الاسلام سکول کو حکومت نے اپنی تحویل میں لے لیا تو تھوڑے عرصہ بعد محترم چودھری بشیر احمد صاحب کی تقرری بطور ہیڈماسٹر دوسری جگہوں پر ہوتی رہی اور ایک موقعہ پر آپ کو گورنمنٹ اسلامیہ ہائی سکول منڈی بہاؤالدین کا چارج سنبھالنے کی درخواست کی گئی کیونکہ سکول کے طالبعلموں اور اساتذہ کے درمیان شدید اختلافات تھے اور نظم و ضبط درہم برہم تھا- آپ نے مختصر عرصے میں اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مثالی کام کیا جس کی وجہ سے بعض لوگوں نے اپنے رسوخ سے کام لے کر آپ کی تبدیلی کروادی- تبدیلی کی خبر سنتے ہی سکول کے اساتذہ، طلباء اور علاقے کے شرفاء نے پورے شہر میں جلوس نکالا اور صدر بازار کے چوک میں آپ کی خدمات پر پُرجوش تقاریر کیں اور پھر ڈپٹی کمشنر کے سامنے آپ کی آمد سے قبل اور بعد کے دستاویزی ثبوت پیش کئے جس کے بعد آپ کی تبدیلی منسوخ کر دی گئی-

منڈی بہاؤالدین میں قیام کے دوران آپ کے سپرد جماعت احمدیہ منڈی شہر کی صدارت کی ذمہ داری بھی قریباً پانچ سال تک رہی- نماز باجماعت کا آپ کو اس قدر شوق تھا کہ کئی بار آپ بیماری اور کمزوری سے گر پڑتے تھے لیکن مسجد آنا ترک نہیں کرتے تھے- نماز تہجد کی ادائیگی کے پابند تھے- ہمیشہ ٹوپی سر پر رکھتے، تحریر و تقریر میں خاص ملکہ حاصل تھا، اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی آپ کے حصہ میں آئی-

آخری عمر میں آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور چند سال اس بیماری کا مقابلہ کرنے کے بعد بالآخر ۵ر اگست ۱۹۹۴ء کو آپ وفات پاگئے- آپ کا ذکر خیر مکرم نصیر احمد وڑائچ صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۵ر دسمبر ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

ابھی وقت ہے!

امریکہ میں یوم والدہ (Mother's Day) کے موقعہ پر ایک امریکی خاتون کے خط کا خلاصہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲ر دسمبر میں مکرمہ صالحہ قانتہ بھٹی صاحبہ نے پیش کیا ہے- وہ خاتون لکھتی ہیں "میری بھی ایک بڑی اچھی ماں تھی جسے مجھ سے بہت محبت تھی، اس نے میرے لئے بہت قربانیاں دیں، میری مدد کیلئے وہ ہر وقت تیار رہتی تھی- جس عرصہ میں میں پلی بڑھی اور پروان چڑھی، کالج سے آگے شادی تک، میری ماں نے ہمیشہ میرا ساتھ دیا- میرے بچوں کا جب بھی کوئی مسئلہ پیدا ہوا میری ماں ہمیشہ میرے قریب رہی- آج جب ہم اپنی ماں کو قبرستان میں دفن کر کے گھر پہنچے تو اسکی میز کی دراز سے اس کی لکھی ہوئی ایک دردناک نظم "ابھی وقت ہے" ملی، جس میں لکھا ہے :

"اے میری بیٹی! اگر تم مجھ سے محبت کرنا چاہتی ہو تو مجھ سے آج محبت کرو- آنے والے کل کا انتظار نہ کرو تاکہ میں جان سکوں کہ تم واقعی مجھ سے محبت کرتی ہو- تم اس وقت کا انتظار نہ کرو جب میں ہمیشہ کے لئے رخصت ہو جاؤں اور پھر تم میری قبر کے ٹھنڈے سنگ مرمر کے کتبہ پر لوہے کی بنی ہوئی سخت چھلنی سے چند شیریں الفاظ کھدوا کر مطمئن ہو جاؤ...... اگر تمہیں مجھ سے محبت ہے تو مجھے آج بتاؤ نہ کہ تب جب میں ہمیشہ کے لئے سو جاؤں......"

خاتون مزید لکھتی ہیں کہ اب ماں جا چکی ہے اور میں اپنے کئے پر پشیمان ہوں کہ کیوں نہ میں اپنی ماں کو کبھی بتا سکی کہ میں اسے کتنا چاہتی ہوں اور اس سے زیادہ یہ کہ جس سلوک کی وہ حقدار تھی وہ سلوک اس سے نہ کیا- میرے پاس ہر چیز کے لئے وقت تھا، اگر نہیں تھا تو اپنی ماں کے لئے- میرے لئے یہ مشکل بات نہ تھی کہ ایک کپ چائے کبھی اپنی ماں کے پاس بیٹھ کر پی لوں- اس بات میں میری سستی ہمیشہ آڑے آئی- کیا میری سہیلیاں میری ماں کی جگہ لے سکتی ہیں؟ اس کے جواب کا مجھے بخوبی علم ہے-

میں جب بھی اپنی ماں کو فون کرتی تھی ہمیشہ جلدی میں ہوتی تھی...... آج میں بہت لیٹ ہو چکی ہوں اور اپنے کئے پر شرمندہ!!

اس دردناک خط میں ان سب نوجوان بچوں اور بچیوں کیلئے ایک سبق ہے جو ماں باپ کو پوری توجہ نہیں دیتے اور اپنے دوستوں اور سہیلیوں کو نسبتاً زیادہ اہمیت دیتے ہیں-

-......☆......☆......☆......-

مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ کی ایک نظم مطبوعہ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۳ر دسمبر ۹۷ء سے دو اشعار

میرے حصے میں یہی دردِ تہہ جام سہی
تیری محفل میں یہی جام مرے نام سہی
مختصر تر تھے، گراں مایہ تھے، محفل میں تری
چند لمحے جو مری زیست کا انعام سہی

-......☆......☆......☆......-

MTV Muslim TV AHMADIYYA

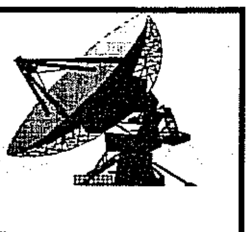

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

20/03/98 - 26/03/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or Fax +44 181 874 8344

Friday 20th March 1998
20 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 25 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 195,
02.00 Quiz Programme - History of Ahmadiyyat, Part 32
02.30 Duree sameen Correct pronounciation of Nazm
03.05 Urdu Class - Lesson 201, (R) Rec.06/09/96
04.10 Learning Dutch - Lesson 10 pt1
04.50 Homoeopathy Class with Huzoor - Lesson 110 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran - Lesson No 25 (R)
07.00 Pushto Programme - "Wafat-e-Masih"
07.30 Tabarukkat speech by Jalal ud Din Shams sb.
08.15 Tahreek-e-Pakistan; A talk about Muhjahida Begum Shafi sahiba
09.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 195,
10.00 Urdu Class - Lesson 201, Rec.06/09/96 (R)
11.00 Computers for Everyone p51
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30 Darood Shareef and Nazm
13.00 Friday Sermon, Live
14.05 Bengali Programme - Blessings of Khilafat & our responsibilities
14.30 Rencontre Avec Les Francophones Rec.16/03/98
15.30 Friday Sermon ,20.03.98 (R)
17.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec 17.03.98
18.15 Tilawat, Dars ul Hadith
18.30 Urdu Class - (New) Rec. 18/03/98
19.30 German Service: Wilkommen in Deutschland, Nazm, Die Kleine welt der ....
20.30 Children's class no.68 part2
21.00 Medical Matters
21.45 Friday Sermon 20/03/98 (R)
22.45 Rencontre Avec Les Francophones Rec.16/03/98
23.15 Children's Mulaqat with Huzoor - New Rec.21/03/98 (R)
23.25 Learning Swedish - Lesson 8

Saturday 21st March 1998
21 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor - Class 68, Part 2
01.00 Liqaa Ma'al Arab - (New) Rec.17/03/98
02.00 Friday Sermon 20/03/98 (R)
03.00 Urdu Class Rec.18/03/98
04.05 Computers For Everyone -Part 51 (R)
04.50 Rencontre Avec Les Francophones Rec.16/03/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner -Mulaqat With Huzoor, Class 68, Part 2
07.00 Saraiki Programme
08.00 Medical Matters
08.45 Liqaa Ma'al Arab Rec.17/03/98
10.00 Urdu Class Rec.18/03/98
11.10 Documentary - "Funqada"
12.00 Tilawat, News
12.30 Learning Swedish - Lesson 8
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme: Submission to the instituion of Khilafat
15.00 Children's Mulaqat with Huzoor- Rec 21.03.98
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec.18/03/98
17.00 Arabic programme Summary of Homoeopathy class no.2
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - New Rec.20/03/98
19.30 German Service: 1) M.T.A Variete 2) Regional Ijtema Dramstad
21.00 Question & Answer Session, Rec.08/03/98

Sunday 22nd March 1998
22 Zeqad

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.30 Children's Corner: Quiz
01.00 Liqaa Ma'al Arab - 18.03.98(R)
02.00 Canadian Horizons - Sports etc.
03.00 Urdu Class - New Rec.20/03/98
04.00 Learning Swedish - Lesson 8(R)
05.00 Children's Mulaqat with Huzoor - Rec 21.03.98 (R)
06.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30 Children's Corner: Quiz
07.00 Friday Sermon - 20.03.98 (R)
08.05 Question & Answer Session, Held at Mahmood Hall, Rec.08/03/98
09.00 Liqaa Ma'al Arab - 18.03.98(R)
10.00 Urdu Class - Rec.20/03/98 (R)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Chinese Lesson no.72
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Mulaqat with Huzoor with English speaking friends Rec.22/03/98
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Rec. 19/03/98 New
17.00 African Programme Q & A session with Huzoor Rec.20/02/88
18.05 Tilawat ,Seerat un Nabi
18.30 Urdu Class -Rec.21/03/98 New
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Children's workshop no.4
20.50 Quiz programme
22.00 Dars-ul-Quran (No.8) 1997 By Huzoor- Fazl Mosque , London
23.25 Learning Chinese Lesson no.72

Monday 23rd March 1998
23 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner: Children's workshop no.4
01.00 Liqaa Ma'al Arab Rec.19/03/98
02.00 M.T.A U.S.A production Concept of sin & Atonment
03.00 Urdu Class Rec.21/03/98
04.00 Learning Chinese Lesson no.72
05.00 Mulaqat With Huzoor with English Speaking Friends Rec.22/03/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner - Children's workshop no.4
07.05 Dars-ul-Quran (No. 8) 1997 By Huzoor, Fazl Mosque, London
08.30 Quiz Programme Quran -e-Kareem No.5
09.00 Liqaa Ma'al Arab- Rec. 19.03.98(R)
10.00 Urdu Class Rec.21/03/98 (R)
11.10 Sports: (Golden jubilee Pakistan)
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Norwegian - Lesson 48
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - Significance of Holy Ramadhan
15.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 111
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 196, Rec. 15/08/96
17.00 Turkish Programme
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class - Lesson 202, Rec.07/09/96
19.30 German Service
20.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 69, Part 1
21.00 Quiz programme by Khuddam
21.30 Islamic Teachings-Rohani Khazaine
22.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 111 (R)
23.25 Learning Norwegian - Lesson 48

Tuesday 24th March 1998
24 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor, Class 69, Part 1(R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 196 Rec. 15.08.96 (R)
02.00 Sports: (Golden jubilee Pakistan)
03.20 Urdu Class Lesson 202, Rec.07/09/98
04.00 Learning Norwegian - Lesson 48
05.00 Homoeopathy Class With Huzoor - Lesson 111 Rec.03/10/95
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat With Huzoor Class 69, Part1
07.00 Pushto Programme - Friday Sermon
08.00 Islamic Teachings
09.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 196, Rec. 15.08.96 (R)
10.00 Urdu Class - Lesson 202, Rec.07.09.96 (R)
11.00 Medical Matters: Host Dr. Sultan Ahmad Mubashir Guest: Dr. Latif Ahmad Qureshi
12.05 Tilawat, News
12.30 French Programme Revue de press No.4
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme - 1) The Holy month of Ramadhan
15.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.24/03/98
16.00 Liqaa Ma'al Arab - Session 197, Rec. 05/09/96
17.00 Norwegian Programme
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30 Urdu Class - Lesson 203, Rec.08/09/96
19.30 German Service: Mathematik, Lies Mal
20.30 Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran Verse 112
20.50 M.T.A Variety: Muzakra
21.30 Around The Globe - Hamari Kaenat No.116
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.24/03/98
23.00 Hikayat-e-Shereen (N)
23.25 French Programme No.4

Wednesday 25th March 1998
25 Zeqad

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.30 Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran,
01.00 Liqaa Ma'al Arab No.197- Rec.05/09/96 (R)
02.00 Medical Matters: Host : Dr. Sultan Ahmad Mubashir Guest: Dr. Latif Ahmad Qureshi (R)
03.00 Urdu Class No.203 Rec.08/09/96 (R)
04.00 French Programme No.3
04.30 Hikayat-e-Shereen (R)
05.00 Tarjumatul Quran Class Rec.24/03/98
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran,
07.00 Swahili Programme - Khatam-e-Nabuwat part4
08.00 Around The Globe -Hamari Kaenat No.116 (R)
09.00 Liqaa Ma'al Arab No.197 Rec. 05/09/96 (R)
10.00 Urdu Class No.203 Rec. 08/09/96 (R)
11.00 Conversation
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Turkish
13.00 Indonesian Hour: The Promissed Messiah day Rec.23/03/97
14.00 Bengali Programme - Friday Sermon
15.00 Tarjumatul Quran Class Rec.25/03/98
16.00 Liqaa Ma'al Arab No.198 Rec.10/09/96
17.00 French Programme: Caravane'96,
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30 Urdu Class No.204 Rec. 13/09/96
19.30 German Service: Yaum-e-Masih-e-Maud, Get ready to play, Schattantheater
20.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.69 part2
21.00 Al Maidah
21.15 Perahan - Lajna Imaillah
22.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.25/03/98
23.00 Learning Turkish
23.25 Arabic Programme Summary of Homoeopathy class no.2

Thursday 26th March 1998
26 Zeqad

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.69 part2 (R)
01.00 Liqaa Ma'al Arab No.198 Rec.10/09/96 (R)
02.00 Programme from Canada
03.00 Urdu Class No.204 Rec.13/09/96 (R)
04.00 Learning Turkish
04.30 Arabic Programme: Summary of Homoeopathy class no.2
05.00 Tarjumatul Quran Class with Huzoor Rec.25/03/98
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30 Children's Corner - Mulaqat with Huzoor No.69 part2(R)
07.00 Sindhi Programme
08.00 Al Maidah
08.15 Perahan
08.55 Liqaa Ma'al Arab No.198
09.55 Urdu Class No.204
11.00 Quiz - History of Ahmadiyyat No.33
11.30 Durr-i-Sameen - Correct Pronunciation of Nazms
12.05 Tilawat, News
12.30 Learning Dutch Lesson no.11 part1
13.00 Indonesian Hour
14.00 Bengali Programme
15.00 Homoeopathy Class No.112 With Huzoor
16.00 Liqaa Ma'al Arab
17.00 Bosnian Programme: Answers to allegations
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30 Urdu Class No.205
19.30 German Service: Bait Bazi, Zait Zum Diskutieren
20.30 Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran
21.00 Bazm-e-Moshaira: Yaum-e-Masih Maud
22.00 Homoeopathy Class No.112 with Hadhrat Khalifatul Masih IV
23.25 Learning Dutch - Lesson No.11

Translations for Huzur's Programmes are available on following Audio frequencies:
English: 7.02mhz;
Arabic: 7.20mhz;
Bengali: 7.38mhz;
French: 7.56mhz;
German: 7.74mhz;
Indonesian/Russian: 7.92mhz;
Turkish: 8.10mhz.

Prepared by: MTA Scheduling Department

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, March 20, 1998 No. 12

قابل غور

کتب و رسائل اور اخبارات سے چند مفید اقتباسات

(عبدالسمیع خان۔ ربوہ)

اتحاد کی ادائیں

پنجاب کے گورنر شاہد حامد نے ایک انٹرویو کے دوران شیعہ سنی اتحاد کے لئے اپنی کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ہم نے دونوں فرقوں سے مل کر انہیں سمجھایا کہ اپنے اپنے خیالات پر قائم رہیں مگر ایک دوسرے پر کیچڑ نہ اچھالیں۔ دومرتبہ ہم نے Code of Conduct بنایا۔

اس کے بعد یہ واقعہ بیان کرتے ہیں:

"یہاں ایک سپاہ صحابہ کے رہنما عطاء الحق صاحب آئے تھے۔ میں نے ان سے پوچھا کہ آپ نے Code of Conduct پر دستخط کئے ہیں اب آپ اپنے آپ کو پابند سمجھتے ہیں اور اس پر عمل کریں گے۔ کہنے لگے عمل کریں گے اور ہم اس کے پابند بھی ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ اس سلسلے میں اور بھی پیش رفت ہوتی ہے اگر ہم پریس کو بلالیں تو کیا سب اعلان کردیں گے کہ ہم سب ایک امت ہیں اور سب مسلمان ہیں۔ وہ میری طرف دیکھنے لگے اور پھر انہوں نے کہا کہ:

" آپ اپنی طرف سے اعلان کردیں۔ میری طرف سے صرف یہ اعلان ہوگا کہ شیعہ حضرات کو قتل نہیں کرنا چاہئے"۔ (ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ لاہور۔ نومبر ۹۷ء صفحہ ۲۰، ۲۱)

مودودی کا چھوٹا بھائی

عطاء اللہ شاہ بخاری رئیس احرار کے سوانح نگار لکھتے ہیں:

"مودودی جماعت کی اکثر تحریریں آئین اسلام سے انحراف کرتی ہیں۔ اسی طرح کی ایک تحریر "خطبات مودودی" میں درج ہے جس سے توہین کعبہ کا پہلو نکلتا ہے۔ جب مولانا احمد علی صاحب لاہوری نے اس تحریر کا محاسبہ کیا تو اس جماعت کے کارکن بے قابو ہو کر جواب کی تلاش میں مصروف ہوگئے۔ اتفاق سے انہی دنوں حضرت امیر شریعت کا اردو اور فارسی کلام کا مجموعہ "سواطع الالہام" شائع ہوا تھا۔ اس میں ایک شعر تھا۔

زکافِ کعبہ تا کافِ کراچی
سراسر کفر و کفر دونَ کفر

اس شعر کی آمد کا پس منظر ۱۹۵۱ء کا وہ زمانہ ہے جب پاکستان کی صوبائی اور مرکزی حکومتوں کے درمیان کھینچا تانی اور چپقلش کا سلسلہ جاری تھا۔ حضرت امیر شریعت نے اس غیر آئینی ہاتھاپائی کا ذکر احباب کی محفل میں کرتے ہوئے کہا:

"تم ایک پاکستان کو روتے ہو، باقی مسلمان ممالک کا کیا حال ہے سب کے سب ایک دوسرے سے بدتر ہیں۔ کون سی جگہ ہے جہاں ملعون انگریز نے اپنا کام نہیں کیا۔ اس نے مسلمانوں کو تباہ کرکے رکھ دیا ہے اور آج تو مکہ میں بھی یا امریکہ ہے یا برطانیہ۔ بہرحال ملوکیت ہے اسلام وہاں بھی نہیں۔ اور میں تو بلاخوف کہتا ہوں کہ کعبہ سے کراچی تک ہر جگہ قانون کفر ہی مسلط ہے۔ کہلاتے تو سب مسلمان ہیں مگر کہیں انگریز کے ٹوڈی اور کہیں نمک حرامانِ محمد (ﷺ) ہیں کہ جس محسن انسانیت کی جوتیوں کے صدقے میں ان عیاشوں کو حکومتیں ملیں عین وقت پر اسی کو فراموش کر بیٹھے (اور پھر اپنے مخصوص جلال آمیز انداز میں مندرجہ بالا شعر پڑھا)۔ اور اس شعر کو خانیوال کے ایک نوزائیدہ وکیل جس کا مودودی جماعت سے تعلق تھا اپنے لیڈر کی تحریر کے جواب میں لکھ کر مولانا احمد علی صاحب کی خدمت میں بھیج دیا کہ مودودی پر تو آپ نے اعتراض کردیا مگر اس شعر کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ خباثت یہ کی کہ یہ نہیں بتایا کہ یہ شعر کس کا ہے۔

اس تحریر کے جواب میں حضرت لاہوریؒ نے فرمایا کہ "یہ بھی کوئی مودودی کا چھوٹا بھائی ہے اور گمراہ ہے" حضرت لاہوری کا یہ جواب اور اپنا سوال دونوں روزنامہ "کوہستان" لاہور میں شائع کرادئے۔

(حیات امیر شریعت صفحہ ۴۲۰۔ جانباز مرزا، ثنائی پریس لاہور۔ طبع اول نومبر ۱۹۶۹ء)

آج کے مسلمان

امیر اسلام ہاشمی کی نظم سے دو بند۔

مکاری و عیاری و غداری و ہیجان
اب بنتا ہے ان چار عناصر سے مسلمان
قاری اسے کہنا تو بڑی بات ہے یارو
اس نے تو کبھی کھول کے دیکھا نہیں قرآن

کردار کا گفتار کا اعمال کا مومن
قائل نہیں ایسے کسی جنجال کا مومن
سرحد کا ہے مومن کوئی بنگال کا مومن
ڈھونڈے سے بھی ملتا نہیں قرآن کا مومن

(ماہنامہ حکایت لاہور۔ مارچ ۹۷ء صفحہ ۲۶)

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

سوموار، ۲/مارچ ۱۹۹۸ء:

آج حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۰۵ جو ۲۲/اگست ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی دوبارہ نشر کی گئی۔

منگل و بدھ۔ ۳/، ۴/مارچ ۱۹۹۸ء:

ان دونوں دنوں میں جو ترجمۃ القرآن کلاس کے لئے معین ہیں کلاسز نمبر ۵۷ اور ۵۸ کی ریکارڈنگ نشر مکرر کے طور پر پیش کی گئی۔

جمعرات، ۵/مارچ ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ریکارڈ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۰۶، جو ۲۸/اگست ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی نشر مکرر کے طور پر ٹرانسمٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۶/مارچ ۱۹۹۸ء:

آج معمول کے مطابق فرنچ بولنے والے افراد کے ساتھ ملاقات کا دن تھا۔ چند اہم سوالات وجوابات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

☆...... کیا جانور اور پرندے بھی خدا تعالیٰ کی ہستی اور موجودگی کو سمجھتے ہیں؟۔ فرمایا ہر مخلوق خالق کو سمجھتی ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ تمام پرند وچرند خدا تعالیٰ کی تسبیح کرتے ہیں لیکن انسان ان کی تسبیح کو سمجھتا نہیں۔

☆...... تیسری جنگ عظیم کے دوران احمدیوں کا کیا بنے گا؟۔ حضور انور نے فرمایا انشاء اللہ خدا تعالیٰ انہیں بچالے گا اور ان کے ذریعہ اسلام کا بول بالا ہوگا۔

☆...... کیا خلوت میں رہنا کمزوری یا نیکی کی وجہ سے ہے؟ حضور انور نے فرمایا، دونوں ہی باتیں ہوسکتی ہیں۔ خدا کے نبی خلوت پسند ہوتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نبوت سے قبل کئی کئی دنوں کے لئے غار حرا میں خلوت میں رہا کرتے تھے۔ اور وہیں آپؐ پر وحی کا آغاز ہوا۔ خلوت کے نتائج عوام کے تعلق کے سلسلے میں مثبت بھی ہوسکتے ہیں اور منفی بھی۔ خلوت کا صحیح استعمال غرائب میں سے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ میں خلوت سے کبھی باہر نہ آتا اگر خدا حکم نہ دیتا۔ بعض دفعہ خلوت لوگوں پر ٹھونس دی جاتی ہے اور بعض پاگل پن کی وجہ سے خلوت پسند ہوجاتے ہیں۔

☆...... پھلوں کے استعمال کے متعلق ایک سوال پر حضور انور نے فرمایا جو بھی پھل آپ پسند کریں استعمال کریں۔ شہد کی مکھی کو خدا تعالیٰ نے ہر قسم کے درختوں اور بیلوں کے پھلوں، میدانوں اور پہاڑوں پر اگے ہوئے درختوں سے کھانے کا حکم دیا ہے۔ اگر آپ شہد کھائیں تو گویا آپ نے سب پھل کھالئے۔

☆...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا Gospel کشمیر اور افغانستان میں کیسے مل سکتا ہے؟۔ حضور انور نے فرمایا ایک کتاب Among the Dervashes میں ان کا کچھ ذکر کیا گیا ہے۔ یا ان بدھ لوگوں کے حالات سے جنہوں نے حضرت عیسیٰؑ کو قبول کیا۔ ان میں تثلیث کا کہیں ذکر نہیں ملتا اور حضرت عیسیٰ کا ایک وحدانیت کے پرستار کے طور پر ذکر ملتا ہے۔

☆...... کیا قیامت کے دن فیصلہ پبلک ہوگا اور سب دیکھ رہے ہونگے؟۔

☆...... Organisation کیوں ضروری ہے؟ حضور انور نے فرمایا Organisation تو جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے اور پھر حضور انور نے شہد کی مکھیوں کے Discipline اور Organisation پر تفصیلاً روشنی ڈالی۔

(امتہ المجید چوہدری)

اخبار الفضل کی اہمیت

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۲۹/دسمبر ۱۹۵۴ء کو ربوہ سے اخبار الفضل کی اشاعت کے آغاز پر فرمایا:

"...... اخبار قوم کی زندگی کی علامت ہوتا ہے۔ جو قوم زندہ رہنا چاہتی ہے اسے اخبار کو زندہ رکھنا چاہئے اور اپنے اخبار کے مطالعہ کی عادت ڈالنی چاہئے"۔ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کی خریداری قبول کرکے اور اس میں اشتہار دے کر اخبار کی معاونت کیجئے۔ (مینیجر)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔